نمبر ۴۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۰۷ء مطابق ۲۳ شوال ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

لنگر خانہ کی ضروریات پر توجہ کرو

لنگر خانہ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ شاخوں میں سے ایک شاخ ہے اور خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کا اہتمام فرماتے ہیں۔ لنگر خانہ کی ضروریات دن بدن بڑھ رہی ہیں اور اس کے اخراجات ایک سو روپیہ یومیہ سے بھی متجاوز ہو چلے ہیں۔ بعض اوقات لنگر خانہ کی ضروریات حضرت اقدسؑ کی توجہ اوقات میں سخت خلل کا موجب ہوتی ہیں۔ اندنوں جبکہ گرانی عالمگیر ہو رہی ہے اخراجات لنگر کے لئے روپیہ کی سخت ضرورت ہے حضرت حجۃ اللہ ایسی تحریکوں کے عادی نہیں اسلئے یکمشت قوم لنگر خانہ کی امداد کیلئے بہت جلد بھیجکر ثواب حاصل کرنا چاہیے۔ لنگر خانہ کی ضروریات میں سے مہمانخانہ کی توسیع بھی ہے اور نئے اور پرانے مہمانخانہ میں مہمانوں کیلئے جگہ کی سخت تنگی ہے۔ نئے مہمان خانہ میں سے باورچی خانہ اس کے متصل کی سفید زمین میں منتقل کرنے کے لیے جدید کچے مکانات بنوائے جا رہے ہیں مگر قلت فنڈ کیوجہ سے فی الحال انکو روکنا پڑتا ہے اور اگر بہت جلد یہ مکانات تکمیل نہ ہو جائیں تو آنیوالے سالانہ جلسہ پر مہمانوں کے اترنے کیلئے تکلیف پیدا ہوگی۔ اس لحاظ سے بہت جلد ان مکانات کی تکمیل کے لئے بھی روپیہ بھیجنا چاہیے۔ ایک حق پرست اور حق جو قوم کے لئے ضرورت نہیں ہوتی کہ اسے زمانہ کے عرفی الفاظ میں توجہ دلائی جاوے۔ حضرت اقدسؑ کے اوقات گرامی میں ایسے امور کو حارج نہیں ہونے دینا چاہیے اس لئے بہت جلد ایسے امور پر توجہ کرنی چاہیے۔ یاد رہے کہ لنگر خانہ کے متعلق ہر قسم کا روپیہ براہ راست حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام آنا چاہیے اور ضروریات لنگر خانہ کو سب سے اول نصب العین رکھنا چاہیے۔

قرآن شریف سے آنحضرت صلعم کی شفاعت کا ثبوت

قرآن شریف میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے بارہ میں مختلف مقامات میں ذکر فرمایا گیا ہے جیسا کہ ایک جگہ فرماتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم - ترجمہ کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے اور تمہارے گناہ بخشے - اب دیکھو کہ یہ آیت کس قدر صراحت سے بتلا رہی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پہ چلنا جس کے لوازم میں سے محبت اور تعظیم اور اطاعت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس کا ضروری نتیجہ ہے کہ انسان خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اُس کے گناہ بخشے جاتے ہیں - اگر کوئی گناہ کی زہر کھا چکا ہے تو محبت اور اطاعت اور پیروی کے تریاق سے اس زہر کا اثر جاتا رہتا ہے - اور جس طرح بذریعہ دوا مرض سے ایک انسان پاک ہو سکتا ہے - ایسا ہی ایک شخص گناہ سے پاک ہو جاتا ہے اور جس طرح نور ظلمت کو دور کرتا ہے اور تریاق زہر کا اثر زایل کرتا ہے اور آگ جلاتی ہے ایسا ہی سچی اطاعت اور محبت کا اثر ہوتا ہے - دیکھو آگ کیونکر ایکدم میں جلا دیتی ہے - پس اسی طرح پُر جوش نیکی جو محض خدا کا جلال ظاہر کرنے کے لئے کی جاتی ہے وہ گناہ کا خس و خاشاک بھسم کرنے کے لئے آگ کا حکم رکھتی ہے جب ایک انسان سچے دل سے ہمارے نبی صلعم پر ایمان لاتا ہے اور آپ کی تمام عظمت اور بزرگی کو مان کر پورے صدق و صفا اور محبت اور اطاعت سے آپکی پیروی کرتا ہے یہانتک کہ کامل اطاعت کی وجہ سے فنا کے مقام تک پہنچتا ہے تب اس تعلق شدید کی وجہ سے جو آپکے ساتھ ہو جاتا ہے وہ آلہی نور جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اترتا ہے اُس سے یہ شخص بھی حصہ لیتا ہے تب چونکہ ظلمت اور نور کی باہم منافات ہے وہ ظلمت جو اُس کے اندر ہے دور ہونی شروع ہو جاتی ہے یہاں تک کہ کوئی حصہ ظلمت کا اُس کے اندر باقی نہیں رہتا اور پھر اس نور سے قوت پاکر اعلیٰ درجہ کی نیکیاں اس سے ظاہر ہوتی ہیں - اور اُس کے ہر ایک عضو میں سے محبت الٰہی کا نور چمک اُٹھتا ہے - تب اندرونی ظلمت بکلی دور ہو جاتی ہے اور علمی رنگ سے بھی اس میں نور پیدا ہو جاتا ہے آخر ان نوروں کے اجتماع سے گناہ کی تاریکی اُس کے دل سے کوچ کرتی ہے یہ تو ظاہر ہے کہ نور اور تاریکی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے - لہذا ایمانی نور اور گناہ کی تاریکی بھی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی اور اگر ایسے شخص سے اتفاقاً کوئی گناہ ظہور میں نہیں آیا تو اس کو اس اتباع سے یہ فایدہ ہوتا ہے کہ آیندہ گناہ کی طاقت اُس سے مسلوب ہو جاتی ہے اور نیکی کرنے کی طرف اُس کو رغبت پیدا ہو جاتی ہے جیسا کہ اُس کی نسبت اللہ تعالےٰ آپ قرآن شریف میں فرماتا ہے حبب الیکم الایمان و زینہ فی قلوبکم و کرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان یعنے خدا نے تم پر پاک روح نازل کرکے ہر ایک نیکی تمہیں پیاری لگائی اور کفر اور فسق اور عصیان تمہاری نظر میں مکروہ کیا -

لیکن اگر اس جگہ یہ سوال ہو کہ وہ نور جو بذریعہ نبی علیہ السلام کے پیروی کرنے والے کو ملتا ہے جس سے گناہ کے جذبات دور ہو جاتے ہیں وہ کیا چیز ہے سو اس سوال کا یہ جواب ہے - کہ وہ ایک پاک معرفت ہے جس کے ساتھ کوئی تاریکی شک و شبہ کی نہیں - اور وہ ایک پاک محبت ہے جس کے ساتھ کوئی نفسانی غرض نہیں اور وہ ایک پاک لذت ہے جو تمام لذتوں سے بڑھکر ہے جس کے ساتھ کوئی کثافت نہیں - اور وہ ایک زبردست کشش ہے - جس پر کوئی کشش غالب نہیں - اور وہ ایک قوی الاثر تریاق ہے جس سے تمام اندرونی زہریں دور ہوتی ہیں - یہ پانچ چیزیں ہیں جو نور کے طور پر روح القدس کے ساتھ سچی پیروی کرنے والے کے دل پر نازل ہوتی ہیں - پس ایسا دل نہ صرف گناہ سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہے بلکہ طبعاً اُس سے متنفر بھی ہو جاتا ہے - ان پانچ چیزوں کی طاقت کا جدا جدا بیان تو بہت طول چاہتا ہے - مگر صرف پاک معرفت کی خاصیتوں کو کسی قدر تفصیل سے بیان کرنا اس حقیقت کے سمجھنے کے لئے کافی ہے کہ کیونکر پاک معرفت گناہ سے روکتی ہے -

یہ تو ظاہر ہے کہ انسان بلکہ حیوان بھی نقصان رساں چیز کی نسبت علم صحیح اور یقینی پاکر اُس کے نزدیک نہیں جا سکتا - چور کو اگر یہ اطلاع ہو کہ اس جگہ میں نقب زنی سے پکڑا جاؤں گا تو وہ ہرگز اس بات پر جرات نہیں کر سکتا کہ نقب لگاوے بلکہ اگر ایک پرند بھی اس بات کو تاڑ جاوے کہ یہ چند دانہ جو میرے لئے زمین پر پھیلائے گئے ہیں - اُن کے نیچے دام ہے تو وہ ان دانوں کے نزدیک نہیں آتا - ایسا ہی مثلاً اگر ایک نہایت عمدہ لطیف کھانا پکایا گیا ہو مگر کسی شخص کو یہ علم ہو جائے کہ اس کھانے میں زہر ہے تو وہ کبھی اُس کھانے کے نزدیک نہیں آتا - پس ان تمام مشاہدات سے صاف ظاہر ہے - کہ انسان جب ایک موذی اور نقصان رساں چیز کی نسبت پورا علم حاصل کر لے تو کبھی اُس چیز کی طرف رغبت نہیں کرتا - بلکہ اس کی شکل سے بھاگتا ہے لہذا یہ امر قابل تسلیم ہے - کہ اگر انسان کو کسی ذریعہ سے اس بات کا علم ہو جاوے کہ گناہ ایسی مہلک زہر ہے جو فی الفور ہلاک کرتی ہے - تو بلاشبہ انسان بعد اُس علم کے گناہ کا مرتکب ہرگز نہیں ہو گا -

لیکن اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کونسا ذریعہ ہے - کیا عقل وہ ذریعہ ہو سکتی ہے تو اس کا یہی جواب ہے کہ عقل ہرگز کامل ذریعہ نہیں ہو سکتی جبتک کوئی آسمانی مددگار نہ ہو - کیونکہ دل میں یہ یقین ہوتا کہ گناہ کے لئے واقعی ایک سزا ہے جس سے انسان بچ نہیں سکتا - یہ یقین کامل طور پر اُس وقت ہو سکتا ہے کہ جب کامل طور پر معلوم ہو کہ خدا بھی ہے جو گناہ پر سزا دے سکتا ہے لیکن مجرد عقلمند جس کو آسمان سے کوئی روشنی نہیں ملی - خدا تعالیٰ پر کامل طور پر یقین نہیں کر سکتا کیونکہ اُس نے خدا تعالیٰ کے کلام کو نہیں سنا اُس لئے اُس کو خدا تعالیٰ کی نسبت بشرطیکہ وہ زمین و آسمان کی مخلوقات پر غور کرکے صحیح نتیجہ تک پہنچ سکے - صرف اس قدر علم ہو سکتا ہے کہ ان تمام مصنوعات کا کوئی صانع ہونا چاہئے لیکن اس یقینی قطعی علم تک نہیں پہنچ سکتا کہ وہ صانع موجود بھی ہے اور ظاہر ہے کہ ہونا چاہئے - اور ہے میں بڑا فرق ہے - یعنے جو شخص صرف اسی قدر علم رکھتا ہے کہ فقط ہونا چاہئے کے مرتبہ پر آکر ٹھیر گیا ہے پھر آگے اسکی نظر کے سامنے تاریکی ہی تاریکی ہے وہ اُس شخص کی مانند اپنی علم کے رو سے ہرگز نہیں کہ جو اُس صانع حقیقی کی نسبت صرف یہ نہیں کہتا کہ ہونا چاہئے - بلکہ اُس نور کی شہادت سے جو اسکو دیا گیا ہے محسوس بھی کر لیتا ہے کہ وہ ہے بھی اور یہ نہیں کہ صرف وہ آسمانی نور ہی خدا کی ہستی کا مشاہدہ کرتا ہے بلکہ اس آسمانی نور کی ہدایت سے اسکی ذہنی اور عقلی قوایں بھی ایسی تیز کی جاتی ہیں کہ اسکا قیاسی استدلال بھی اعلیٰ سے اعلیٰ ہوتا ہے - پس جو دوسری

تازہ الہامات

۲۶ نومبر ۱۹۰۷ء — ۱ — بلاءِ ناگہانی

۲ — ایک عربی لفظ بخری الہام ہوا جس کے معنے ہیں تو اُن کی چیخیں سنے گا۔ ۳ — یا اللہ فتح۔

۲۹ نومبر ۱۹۰۷ء (۱) اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ

(۲) وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی قوم یا گروہ اپنے فریق مکر سے میدان مقابلہ میں سلسلہ کی عظمت کو مٹانا چاہتی ہے مگر خداتعالیٰ اسے بامراد نہیں کریگا بلکہ حق کی عظمت ظاہر ہوگی۔

قرآن مجید کے ترجمہ کی اشاعت کا سوال

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں تجارتی کمپنی کے عنوان سے جو آرٹیکل میں نے لکھا تھا۔ اُس نے قرآن مجید کے ترجمہ کی اشاعت کے سوال کو زندہ کر دیا اور دبی ہوئی آرزو میں نئی جان ڈالدی ہے جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس ضرورت کو کس حد تک محسوس کیا جاتا ہے میرے پاس جو خطوط آئے ہیں اُن میں سے ایک ہی بزرگ کا خط میرے لئے پورے اطمینان اور تسلی کا موجب ہے اور میں اُس کے اخلاص اور محبت پر پورا یقین رکھتا ہوں کہ وہ اس کام کو اُٹھانے کا اگر بوجھ اُٹھائیگا تو کر گذریگا۔ اس بزرگ کا نام چوہدری رستم علی ہے ان کا نام دیدینا ہی اس امر کی گارنٹی سمجھنا چاہئے کہ وہ اس سلسلہ کی ضروریات اور خدمت کے لئے کس طرح پر وقف ہے۔

چوہدری صاحب خداتعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کرکے اس تجارتی طریق پر روپیہ جمع کر لینے کا یقین رکھتے ہیں اور وہ یقیناً جمع کر سکتے ہیں ایسا ہی میرے ایک اور مکرم اور مخلص دوست ہیں جن کا نام میں اس وقت مصلحتاً ظاہر نہیں کرتا اُنھوں نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ وہ ایسی حمایل شریف کیلئے چار سو یا پانچسو کاپیوں کے خرید لینے کے ذمہ دار ہیں اور اُنکا روپیہ بھی پیشگی دیدینے کی سعی کریں گے۔

بہرحال ایسے بزرگ قوم میں موجود ہیں اور یہ کام فی الحقیقت ضروری اور نہایت ضروری ہے چونکہ اس کی اشاعت کے لئے روپیہ بہم پہنچانے کی صورت تجارتی صورت ہے اس لئے قوم پر اس کا کوئی بوجھ نہیں ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق ہے۔ جن بزرگوں نے مجھ سے اس تحریک میں مدد دینے کی خواہش ظاہر کی ہے انھوں نے اس کام کا تخمینہ پوچھا ہے اس لئے بجائے فرداً فرداً جواب دینے کے میں اخبار میں اس سوال کو حل کر دینا چاہتا ہوں ترجمہ کے لئے فی الحال جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں یہی ہوگا کہ شاہ عبدالقادر صاحب مرحوم یا شاہ رفیع الدین صاحب مرحوم کا ترجمہ ہوگا اور اس کے اُن مقامات پر جہاں کوئی امر خداتعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ کے خلاف ہوگا نوٹ کے ذریعہ اصلاح کی جاویگی اور ایسا ہی بعض مشکل مقامات کو بذریعہ نوٹ صاف کیا جاویگا۔

ترجمہ کے اول ایک فہرست مضامین کی ہوگی جو نہایت محنت اور کوشش سے طیار ہوگی اور یہ فہرست سلسلہ کی ضروریات اور صداقت اسلام کے پہلو کو مدنظر رکھکر طیار کرنی پڑے گی۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ثبوت اس عنوان کے ضمن میں اُن آیات کا حوالہ دیا جاویگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلایل ہیں یا ضرورت نبوت کا عنوان ہوگا۔ یا قیامت۔ ملائکہ۔ قرآن کریم کی ضرورت۔ معجزات کی حقیقت۔ احیاء موتیٰ کی حقیقت۔ مُردے واپس نہیں آتے۔ وفات مسیح۔ ابطال الوہیت۔ ردّ کفارہ۔ ردّ تثلیث۔ قدامت روح و مادہ کا رد غرض اس قسم کے ضروری عنوانوں پر مشتمل وہ فہرست ہوگی جو ہر ایک مناظر اور ہر مسلمان کیلئے ہر وقت ایک مفید حربہ ہو سکتی ہے ایسا ہی میں

چاہتا ہوں کہ اس حمایل پر ریفرنس ہو ریفرنس والی حمایل یا قرآن مجید آج تک چھپا یا نہیں گیا۔ اگرچہ یہ کام بھی محنت طلب ہے مگر خداتعالیٰ کے محض فضل کی بات ہے کہ میرے پاس اس کا قریباً تکمیل میٹیریل موجود ہے اور میں تحدیث بالنعمۃ کے طور پر ظاہر کرتا ہوں کہ یہ عطیہ مجھے حضرت حکیم الامۃ سے ملا ہوا ہے خود حضرت حکیم الامۃ نے اپنی حمایل شریف جس پر قرآن آپ نے درس دیا ہے اور اُس پر ریفرنس لکھا ہے میری درخواست پر مجھے عطا فرمائی تھی جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ اور ایسا ہی اس حمایل شریف کیساتھ صرف وہ لغات القرآن ہے جو بخاری نے لکھی ہے اور فوز الکبیر میں شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی اسے دیا ہے وہ اگرچہ کسی قدر نامکمل ہے مگر محض اللہ تعالیٰ ہی کے فضل سے اسکی تکمیل کا سامان بھی موجود ہے۔ اس طرز کی حمایل شریف بالکل نرالی اور مفید حمایل شریف ہوگی۔ اسکی اشاعت کیلئے کم از کم تین مصلح ہونگے جن میں سے دو حافظ اور ایک جید اور مسلم فاضل مولوی صاحب ہونگے۔ ان کو کم از کم ڈیڑھ سال تک کام کرنا ہوگا۔ نوٹوں کی ترتیب اور فہرست کی طیاری اور ریفرنس اور لغات القرآن کی تکمیل کے لئے مجھے بھی پورا وقت اُن کے ساتھ دینا پڑیگا ایسی حالت میں ایک مستقل ایڈیٹر موجودہ سب ایڈیٹر کے علاوہ اخبار کے لئے مجھے رکھنا پڑے گا نوٹوں کی ترتیب بہت مشکل کام ہے میں اس میں یہ بھی ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ جن مقامات پر نوٹ لکھے جاینگے اس مقام کے حسب حال حضرت اقدس کی جو تحریر ہوگی ایسی ہی مقدم کرکے لکھا جاویگا۔ ایسا ہی کسی مشکل مقام کی شرح میں حضرت اقدس کی تحریر کو درج کرنا بھی ضروری ہوگا۔ اور یہ ایسی محنت کا کام ہے کہ حضرت اقدس کی کل تحریروں اور تقریروں کو زیر نظر رکھنا پڑیگا۔ ڈیڑھ سال میں یہ حمایل شریف انشاء اللہ العزیز طبع ہو سکتی ہے۔

کم و بیش سات ہزار روپیہ میں یہ حمایل پانچہزار انشاء اللہ العزیز چھپ جاینگی۔ اور جو حمائلیں چار چار روپیہ میں بک رہی ہیں اُن سے ہزار درجہ بہتر اور مفید ہوگی قرآن مجید اور حمائلیں چھاپنے کیلئے لوگ زمانہ کی ضروریات اور اسلامی خدمت کے خیال کو بہت کم مدنظر رکھتے ہیں اس موقعہ پر میں اس اعتراف میں کوئی شرم نہیں کرتا۔ کہ ان ضروریات کو ایک حد تک ڈپٹی نذیر احمد صاحب کے چھپوائے ہوئے قرآن مجید اور حمائلوں میں ملحوظ رکھا گیا ہے۔

ورنہ اکثر لوگوں نے ایسے قرآن مجید چھپوائے ہیں جو محض رکھنے کے کام کے ہیں۔ یا تو بہت بڑی تقطیع کے ہیں اور یا کوشش کیگئی ہے کہ انہیں کسی ایک یا دوسری صنعت کا خیال رکھا جاوے بعض ایسے ہیں کہ ہر صفحہ الف سے شروع ہوتا ہے بعض ایسے ہیں کہ ہر صفحہ پر ایک آیت ختم ہو جاتی ہے کسی میں التزام ہے کہ بسم اللہ کا ہر جگہ طغرا جدا ہو یا ہفت رنگ کا ہو اس قسم کی بیسیوں صنعتوں سے کام لیا گیا ہے میں بجائے خود اس کو قرآن مجید کی ایک خدمت سمجھتا ہوں اور اسکی حفاظت کا ایک سامان۔ لیکن اصل خدمت میں ضروریات قوم کو مدنظر رکھنا بھی بڑا ہی اہم کام ہے بہرحال میرے اپنے خیال میں سات ہزار کے صرف سے ایک ایسی جامع اور خوبصورت حمایل پانچہزار چھپ سکتی ہے جو چار روپیہ پر ہر ایک شخص نہایت خوشی سے لے لیگا۔ اور اگر تین روپیہ بھی اس کا ہدیہ ہو تو اس میں انشاء اللہ العزیز فایدہ ہی فایدہ ہے۔ میں یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ممکن ہے خرچ کرتے وقت اس سے بھی کم خرچ ہو۔ اور جسقدر تعداد میں زیادہ چھپے گی اُسی قدر کم خرچ آیگا اور اگر صرف پچاس پتھر ایسی حمایل کے ہمیشہ موجود رکھے جاویں۔ جو ایک بار چھپکر پڑے رہیں تو ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ مثلاً چار ہزار روپیہ کے صرف اڑھائی ہزار کے قریب چھاپ لی جاوے اور پھر ضرورتاً چھپوائی جاتی رہے۔ یہ صورت ہے اخراجات کی اب اسکے بعد اگر کوئی صاحب کچھ دریافت کرینگے تو انہیں جواب الگ خط میں دیدیا جاوے گا۔

قوم کے تعلیم یافتہ اصحاب پڑھیں

میرے محترم بھائی مفتی محمد صادق صاحب نے "بدر" میں ایک آرٹیکل لکھکر قوم کے نوجوانوں کو متوجہ کیا ہے اور سلسلہ کی ضروریات کو پیش کر کے گویا اپیل کیا ہے کہ وہ بھائی جنکو محض خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ موقع حاصل ہے کہ وہ سلسلہ کی ضروریات کے کسی شعبہ میں اپنی خدمات پیش کر سکیں اس تقریب پر آگے بڑھیں اور آنیوالی نسلوں کے لئے ایک نمونہ باقیات الصالحات کا رہنے دیں۔ جہاں تک میرا خیال ہے اس اپیل کا ابھی تک کوئی جواب نہیں ملا میں بجائے خود کافی یقین کرتا تھا کہ اس کے بعد کسی تحریک کی ضرورت نہ ہوگی۔

لیکن دیوسماج ہائی سکول موگہ کے متعلق لالہ امراؤ سنگھ انسپکٹر آف سکولز کی نسبت یہ رائے پڑھی کہ موگہ دیوسماج ہائی سکول کے کسی بھی اوستاد کو پچیس روپیہ سے زیادہ تنخواہ نہیں ملتی۔

اس رائے کو پڑھکر میرے دل میں جوش پیدا ہوا کہ اس فقرہ کو اپنی قوم کے گریجویٹس کے سامنے رکھدوں وہ انسٹیٹیوشن جو خدا پرستوں نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے منکروں کی ہے اس میں کام کرنیوالوں کے اندر قربانی کا اس قدر جوش اور شوق ہو کہ وہ دنیوی ترقیوں کی خواہشوں پر لات مار کر صرف قوت لایموت پر گذارا کرنے کو بیٹھ جائیں اور ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین کے اسوہ حسنہ پر ایمان رکھنے والوں کے سامنے جب ایسی تحریک کی جاوے تو وہ اس کا جواب خاموشی سے دیں۔

مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے کام کرنیوالوں کی ضرورت ہو اور اس کے لئے اشتہار دیا جاوے اور اس کا جواب خاموشی ہو۔

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں میں نے حضرت مولوی محمد علی صاحب کی رخصت سہ ماہ کا اعلان کیا تھا۔ اس کو پڑھکر بعض دوستوں نے پوچھا کہ مولوی صاحب اس عرصہ میں کہاں رہیں گے کسی نے پوچھا کہ یہ رخصت کیوں لی جاتی ہے۔

جس جوش اور محبت کے جذبہ سے ایسے استفسارات ہوئے ہیں اس سے یقین ہوتا ہے کہ قوم مولوی صاحب موصوف کے لئے دل میں کسقدر عزت اور عظمت رکھتی ہے مگر کیا اس عزت اور عظمت کا نتیجہ ہونا چاہیئے کہ اون کو مجبور کر دیا جاوے کہ وہ اپنی رخصت کو منسوخ کرالیں۔ یہ جملہ تشریح طلب ہے۔ آگے میں اسکو کھولکر بتانا چاہتا ہوں

مولویصاحب ممدوح پر سلسلہ کی خدمات کا اس قدر بوجھ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ فرمانے کی ضرورت پیش آئی کہ مولویصاحب کا کوئی مددگار مقرر کیا جاوے۔ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندے کے منہ سے یہ الفاظ نکلیں یہ تو پورے ہو کر رہیں گے مگر مبارک ہوگا وہ وجود جس کو ایسے وجود کی اعانت کا مرتبہ ملیگا۔ مجھے ضرورت نہیں کہ ان ذمہ واریوں کی تفصیل دوں جو مولویصاحب کے سر پر پڑی ہوئی ہیں۔ کام کی کثرت اور لگاتار محنت نے انکی صحت پر جیسا کہ قانون قدرت ہے اچھا اثر نہیں کیا۔ دشمنان خدا و رسول ایسی باتوں پر خوش ہوتے ہیں اور حامیان حق کے دلوں پر چوٹ لگتی ہے اور ایک تردد پیدا ہو جاتا ہے اس لئے میں یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ مولویصاحب خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے تندرست ہیں اور بدستور کام کرتے ہیں مگر لگاتار محنت انسان کو تھکا دیتی ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ قانون قدرت نے دن اگر کام کے لئے پیدا کیا ہے تو رات آرام کیلئے تا کہ صبح کو پھر تازہ دم ہو کر انسان کام کرنے لگے۔ غرض سوچا گیا تھا کہ سالہا سال کی پیہم محنت کے بعد تین ماہ تک مولویصاحب کو کچھ وقت اور فرصت دیجاوے اس تین ماہ کے عرصہ میں یہ نہیں تھا کہ وہ قادیان سے باہر جانیوالے تھے یہی نہ تھا کہ وہ صرف بیکار رہنے والے تھے اور سیر و تفریح میں اوقات گذارنے کے لئے رخصت لی تھی بلکہ مقصد اس رخصت سے یہ تھا کہ وہ ایک وسیع مطالعہ کے لئے وقت پیدا کر کے بعض نہایت خطیر مگر ضروری مضامین اور تصانیف کے لئے طیار ہو جاتے کیونکہ جہاں تک مجھے مولوی صاحب کے حالات معلوم کرنے کا موقع ملا ہے اور میں نے ان کے خدمت دین کے ارادوں کو ٹٹولا ہے وہ ایک بہت بڑا مقصد اپنے سامنے رکھتے ہوئے ہیں اور فی الحقیقت

یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا

کے دین کی خدمت کرنیوالے کے سامنے جو عظیم الشان مقصد ہو سکتا ہے وہ ظاہر ہے یورپ کے متعصب اور عیسائی مصنفوں نے اسلام پر جس جس پہلو سے اعتراض کیا ہے یہ خدا کا بندہ چاہتا ہے کہ اسی رنگ سے اسلام کی عظمت اور صداقت کو روز روشن کیطرح دکھایا جاوے اور جس جس طرف سے عیسائیت کا زہر پھیلایا جاتا ہے اسی پہلو سے اس کا تریاق پیدا کیا جاوے منجملہ ان مقاصد کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی لائف بھی ایک اہم مقصد ہے جس کیلئے یورپ کے تمام ان مصنفوں کی تصنیفات کو پڑھنا ضروری ہے جنہوں نے اسلام پر اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر کچھ لکھا ہے پھر انکی تحریروں کی تنقید اور تحقیقات یہ چھوٹا سا کام نہیں۔ یورپ میں ایسی تصانیف کیلئے بہت بڑے اجتماع ہوتے ہیں اور متعدد اشخاص لٹریچر جمع کرتے ہیں اور اسکو مرتب کرتے ہیں یہاں ایک وجود

یک سر و ہزار سودا

کا مصداق ہو رہا ہے۔ اس سلسلہ میں پھر میں اصل مطلب سے دور جا رہا ہوں رخصت لینے اور دینے سے غرض یہ تھی کہ ان تین ماہ کے اندر ان کو مطالعہ کیلئے کافی وقت ملیگا۔ اور پھر تازہ دم ہو کر وہ اس اسلامی خدمت کے لئے آمادہ ہوں گے۔ مگر یہ رخصت مشروط تھی یا ہے کہ کوئی اہل علم اور اشاعت اسلام اور خدمت دین کا جوش رکھنے والا نوجوان جو انگریزی کی اعلیٰ قابلیت رکھتا ہو اور مضمون نویسی کا بھی اور جو ایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے لئے اپنی خدمات پیش کر دیگا جو صرف کسی معاوضہ نہیں بلکہ تنخواہ پر ہمیشہ کے لئے نہیں بلکہ فی الحال صرف تین ماہ کے لئے۔

یہاں قادیان میں ایک اور وجود اس خدمت کو سرانجام دے سکتا ہے یعنی مولوی شیر علی صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ اور ان کی خدمات تین ماہ کے لئے ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کی حیثیت سے لیتے ہیں مدرسہ کے لئے ایک ہیڈ ماسٹر کی ضرورت آپڑتی ہے مجلس ناظم نے خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کر کے مولویصاحب کی رخصت منظور کرلی اور مولوی شیر علی صاحب کا تقرر بحیثیت ایڈیٹر تجویز کر لیا۔ اپنی قوم کے نوجوانوں پر انکی خادم مجلس ناظم نے امید کی تھی اور اب بھی ہے کہ انہیں سے کوئی نہ کوئی ضرور اس امر کا ثابت ہوگا اور وہ مدرسہ کی ہیڈ ماسٹری یا رسالہ کی ایڈیٹری کے لئے اپنی خدمات پیش کر دینے میں متعذر نہ ہوگا بلکہ اپنی سعادت سمجھیگا کہ اسے خدمت دین کے لئے ایک تقریب پیش آئی۔ ابھی تک کسی جواب کا نہ آنا ظاہر کرتا ہے کہ اس تحریک کی مزید حاجت ہے اس لئے میں اپنا فرض سمجھکر قوم کے ان نوجوانوں اور معزز دوستوں کو متوجہ کرتا ہوں کہ اگر وہ مولوی محمد علی صاحب کی خدمات کے لئے اپنے دل میں عظمت اور محبت رکھتے ہیں اور وہ انکی صحت کی قدر کرتے ہیں تو وہ اس موقعہ پر

ہمت سے کام لیں۔ تین ماہ کا عرصہ کوئی لمبا عرصہ نہیں۔ اگر ہمارے تین گریجویٹ جو تعلیم کے کام سے بھی پوری دلچسپی رکھتے ہیں اس کام میں مدد دیں تو یہ تین ماہ نکل سکتے ہیں۔ ابھی تک انہیں کوئی حکم نہیں دیا گیا صرف تحریک ہے وہ اس سعادت سے حصہ لیں وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ دن گذر جائینگے اور خدمت کیلئے یہ زمانہ پھر نہ آئیگا

شاید کہ نتواں یافتن دیگر چنیں ایام را

آدمیوں کی کمی نہیں رہیگی کام کرنیوالے آئیں گے وہ کام چاہیں گے اور شاید نہیں پائیگا۔ مگر اس وقت جو آمادہ ہونگے وہ خدا تعالیٰ کے حضور اور اس کے مامور کے حضور وہ حصہ پائیں گے جو ہر ایک کو میسر نہیں آتا یہ وقت ہے غیرت کا جو بیٹھے اور بتانا ہے کہ دیو سماج کے سکول میں تیس روپیہ سے زیادہ کا کوئی اوستاد نہیں ہے کس قدر غیرت کا مقام ہے کہ ہم تنخواہ اور معقول تنخواہ لیکر بھی یہ کام کرنیکی جرأت نہ کریں اور اگر کسی دل میں یہ نہیں ہے تو مجھے اندیشہ ہے کہ ہمارا محترم مخدوم جو سید القوم خادمہم کے موافق مخدوم ہے اپنی غیرت اور حمیت دینی کے مقابلہ میں اپنی صحت کی پرواہ نہ کرتا ہوا اپنی رخصت کو منسوخ کرانے پر مجبور ہوگا۔ قوم کے نوجوانو! دیکھو یہ اپیل اور تحریک ابھی تک کسی بزرگ کیطرف سے بھی نہیں ہوئی آپ کو معمولی طور پر بیدار کیا گیا ہے اس لئے کہ ہم جانتے ہیں تم میں بیداری کی حس ہے اور زندگی کی روح کام کرتی ہے اپنی اولوالعزمی اور زندگی کا ثبوت دو۔ اور جیسے ہو اٹھ کھڑے ہو مضمون نویسی کی جو اولت اخبار ایڈیٹر صاحبوں کو ہے وہ تعلیم کا تجربہ ہے تو مدرسہ کی خدمت کرو انتظامی اور کاروباری صیغہ کا تجربہ ہے تو اسی شعبہ میں مدد دو۔ ایک وقت تھا کہ جانیں دینے کے لئے لوگ طیار ہوتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے ایسا امتحان نہیں رکھا اب اس کا بدل روپیہ اور وقت سے کر دیا ہے جو تمہارے پاس ہے اور جو تم دے سکتے ہو دو۔ جو وقت دے سکتے ہیں وہ وقت دینے میں تامل نہ کریں۔ جنہیں روپیہ دینے کا موقع ہے وہ روپیہ دیں۔ بہرحال یہ وقت ہے مدد کا۔ خدا کرے کہ آپ اس وقت کو غنیمت کریں۔ اے اللہ تو خود دلوں میں تحریک فرما۔ اور ان لوگوں کے دل میں القا کر جو تیرے دین کی نصرت اور حمایت کے لئے سچا جوش رکھتے ہیں اور فی الحقیقت وہ مفید وجود ہیں۔ یہ ضرورت بھی ضرورت ہے پوری ہو کر رہے گی اور خدا تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی کو عزت دیگا جو واقعی اس مقصد کے لئے مفید ہوگا۔ جو صاحب اپنی خدمات پیش کریں وہ سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان کو لکھیں۔

ڈائری

الہام منسوخ بھی ہو جاتے ہیں فرمایا۔ خدا تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے ہمارا آزمودہ ہے کہ بعض دفعہ ایک الہام ہوتا ہے جو کسی پیشگوئی پر مشتمل ہوتا ہے اگر وہ انذاری امر ہوتا ہے اور ہم دعا میں مصروف ہو جاتے ہیں تو بعض اوقات مثلاً ایک گھنٹہ کے بعد وہ منسوخ ہو جاتا ہے اور وہ بات خدا تعالیٰ کے دوسرے حکم سے ٹل جاتی ہے۔

فرشتوں کے ذریعہ الہام فرمایا۔ بعض الہامات کے وقت اگرچہ فرشتہ نظر نہیں آتا تاہم الفاظ کے معانی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلام فرشتے کے ذریعہ سے نازل ہوا ہے مثلاً الہامات میں ایسے الفاظ کہ قال ربک اور ما نتنزل الا بامر ربک۔

تاریخ قادیان فرمایا کہ اس قادیان میں پانچ سو حافظ قرآن شریف کے رہتے تھے۔ اس وقت اس جگہ کا نام اسلام پور تھا۔ اب جہاں کہاں ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں بھی اس قدر تعداد حفاظ کی نہیں مل سکتی۔ اس جگہ کی اسلامی شوکت کو سکھوں نے خراب کر دیا تھا۔ یہاں بہت سے سکھ رہتے تھے جن میں سے بعض نے سید احمد صاحب کے ساتھ بھی لڑائیاں کی تھیں مگر رفتہ رفتہ وہ سب مر گئے اور اب دو چار باقی ہوں گے۔

حضرت مولوی نورالدین صاحب نے فرمایا کہ دارا شکوہ کی کتاب میں لکھا ہے کہ اس زمانہ میں کسی ایک شہر میں تیس ہزار حافظ قرآن شریف کے موجود تھے۔

جہاد فرمایا۔ جہاد کا مسئلہ بھی ہمارے مولویوں نے کچھ الٹا ہی سمجھا ہے۔ قرآن شریف اور احادیث اور آنحضرت کے سوانح سے کہیں ایسا نہیں معلوم ہوتا کہ کوئی اس قسم کا جہاد اسلام میں جائز ہو یا کبھی کیا گیا ہو کہ کفار کو زبردستی مسلمان بنایا جاوے۔ ۱۳ سال تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے کفار کے ہاتھوں سے دکھ اٹھایا۔ جب کفار کی زیادتیاں حد سے بڑھ گئیں تب اجازت ہوئی کہ ان لوگوں کو قتل کرو جو تم کو قتل کرتے ہیں اور بسبب مظلوم ہونے کے مسلمانوں کو بھی اجازت دیگئی کہ ہاتھ اٹھائیں۔ سارا فلسفہ جہاد کا یہی ہے اور جزیہ جو بہت ہی قلیل رقم کا ٹیکس ہے خود اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ کفار کو اپنے ماتحت اس کے ساتھ رکھنے کا اسلامیوں کو حکم تھا۔

اسلام نے مذہبی جنگ کو قطعاً بند کیا ہے اسی بات پر حضرت مولوی نورالدین صاحب نے فرمایا کہ قرآن شریف میں جو یہ آیت ہے۔ ولولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض لہدمت صوامع وبیع وصلوٰت ومسٰجد یذکر فیہا اسم اللہ کثیرا ولینصرن اللہ من ینصرہ ان اللہ لقوی عزیز۔ اس آیت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مذہب کیلئے جنگ کرنا اور دوسرے مذاہب کو تلوار کے ذریعہ سے منہدم کرنیکی کوشش کرنا جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مذاہب کے نشانات کو قائم رکھنا چاہتا ہے۔ اور جو سچا ہے اور اسکی خاص نصرت فرماتا ہے وہ خود بخود دنیا میں پھیل رہا ہے۔ اس کو کسی جہاد کی ضرورت نہیں۔

طریقہ انبیاء فرمایا۔ آجکل یہ حالت ہے کہ رات کے وقت جسکی زبان پر ایک لفظ جاری ہوا وہ سمجھتا ہے کہ میں ملہم ہو گیا اور وہ بہت فخر کرنے لگتا ہے اور اپنے نفس کی حالت کو نہیں دیکھتا کہ وہ کیسی ہے۔ سارا قرآن شریف کو پڑھ کر دیکھو انہیں کہیں نہیں یہ لکھا کہ کسی شخص پر خدا تعالیٰ اس واسطے خوش ہوا کہ اسپر الہام ہوتا تھا بلکہ انبیاء کی تعریف خدا نے قرآن شریف میں اس وجہ سے کی ہے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے حضور میں صدق اور وفا کا کمال دکھایا اور اعمال صالحہ بجا لائے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کیا۔ یہ ایک نہایت مکروہ طریق ہے جو ایک ملہم انسان فخر کرتا ہے وہ ایک زہر ہلاہل ہے۔ یہ باتیں انسان کے واسطے لائق نہیں۔ انسان کا تو یہ کام ہے کہ اپنے تمام قوٰی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر ڈالے۔ خدا تعالیٰ کے تمام حکموں پر عمل کرے۔ تب وہ خدا کا ولی ہوگا۔ بغیر دلیل کے کوئی دعوےٰ نہیں مانا جا سکتا۔ بغیر دلیل کے تو پیغمبر بھی نہیں مانے جاتے۔ حضرت موسےٰ نے بھی اللہ تعالیٰ سے عرض کی تھی کہ مجھے کوئی دلیل دیجاوے جو کہ میں دنیا کے آگے پیش کروں۔

(بدر)

عظیم الشان ریلوے اسٹرائیک

ایسٹ انڈیا ریلوے کے عظیم الشان اسٹرائیک کے حالات آج کل ملک کے روزانہ اخبارات میں تفصیل کیساتھ درج ہو رہے ہیں اور انکے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کا نظارہ ہندوستان میں پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ ایسٹ انڈیا ریلوے کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ٹرینوں کی نقل و حرکت موقوف ہے جس سے کاروباری دنیا کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے ڈاک کی آمد و رفت میں سخت ہرج واقع ہو رہا ہے مسافر جابجا اسٹیشنوں پر پڑے ہوئے ہیں اور انکی منزل مقصود تک پہنچانے کی کوئی سبیل نہیں ہو سکتی۔ اسانسول اس اسٹرائیک کا مرکز ہے۔ جہاں ٹرینوں کا اور مسافروں کا ہجوم ہے۔ حسن امام صاحب بیرسٹر ایٹ لا اور خان بہادر سید محمد صاحب انسپکٹر جنرل آف رجسٹریشن بنگال کے اسمائے گرامی بھی ان مصیبت زدہ مسافروں کی فہرست میں دیکھے آئے ہیں جو اسٹرائیک کے ہو جانے سے اسانسول سے آگے نہ جا سکے۔ بابو بپن چندر پال بھی پریسیڈنسی جیل کلکتہ سے بکسر جیل جاتے ہوئے اسانسول میں رک گئے تھے۔ دوسری لائینوں سے بھی ملازموں کا انتظام نہ ہو سکا۔ ایک غیر لائن کا ڈرائیور کوند لے سے کانپور ایک ٹرین لیجاتا ہوا گولی سے مار دیا گیا دوسرا اجنبی ڈرائیور اسی طرح کہیں اور ایسٹ انڈیا لائین کی ٹرین چلاتا ہوا پایا گیا تو اسے بھی اسٹرائیک والوں نے پکڑ کر تالاب میں ڈبو دیا اور وہ ہلاک ہونے سے بال بال بچ گیا غرضکہ نہایت مستعدی اور نہایت منضبط طور پر ایسٹ انڈیا ریلوے کے جملہ ڈرائیور۔ فائر مین اور گارڈ اسٹرائیک پر جمے ہوئے ہیں جن میں کہیں کہیں سے اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹروں۔ اور تار والوں کی شمولیت کی بھی اطلاع آئی ہے اور جو تدبیریں ریلوے افسران کیطرف سے اسکے فرو کرنے کی کیجاتی ہیں وہ اسقدر کوتاہ اندیشانہ ہیں کہ بجائے اس کے کہ اسٹرائیک والوں کو نرم کریں انھیں موجودہ اسٹرائیک میں زیادہ راسخ بنانیکا باعث ہوئی ہیں یہ بھی اندیشہ ہے کہ انکی دیکھا دیکھی دوسری لائن والے بھی کام چھوڑ دینگے چنانچہ بنگال نارتھ ویسٹرن ریلوے پر بعض جگہ کام بند ہونیکی خبر اخبارات میں شائع ہوئی ہے۔ اور گریٹ انڈین پنینشولر ریلوے کے لوگوں سے بھی خوف ہے کہ کہیں وہ یہ حرکت نہ کر بیٹھیں۔ علاوہ کاروباری دنیا کیلئے یہ اسٹرائیک نقصان رسان ہونے کے اسنے ہندوستان کے دار السلطنت کو صوبجات ملحقہ سے منقطع کرکے اپنی اہمیت کو بہت بڑھا دیا ہے۔ چنانچہ یہ افواہ بھی مشہور ہو چکی ہے کہ گورنمنٹ نے ایسٹ انڈین ریلوے کو نوٹس دیا ہے کہ اگر ۴۸ گھنٹہ کے اندر اسٹرائیک کا خاتمہ نہ ہو گیا۔ تو لائن گورنمنٹ اپنے اہتمام میں لیلیگی۔ برخلاف گذشتہ اسٹرائیک کے جسے ناکامی ہوئی تھی موجودہ اسٹرائیک جو کامیاب ہوتی نظر آتی ہے یوروپین یوریشین اور دیسیوں کی متفقہ اسٹرائیک ہے جس کی خصوصیات قابل غور ہیں سب سے بڑی خصوصیت اسکی یہ ہے کہ اسکی بنیاد محض مشترکہ شکایات پر رکھی گئی ہے اور اسکو پولیٹیکل رنگ آمیزی سے بالکل پاک رکھا گیا ہے۔ اسٹرائیک کرنیوالوں نے واضح طور پر اعلان کر دیا ہے کہ وائسرائے یا کمانڈر انچیف یا لفٹنٹ گورنر کی اسپیشل ٹرین ہو تو اسکے چلانے کیلئے ہم بدل و جان حاضر ہیں کیونکہ انسے ہمیں کوئی شکایت نہیں ہے اس پولیٹیکل بے تعلقی نے انکی شکایات کو زوردار بنا دیا ہے اور ہر شخص کے دل میں انکی طرف سے ایک ہمدردی پیدا کر دی ہے۔ لوگ رائے دیتے ہیں کہ شکایات بہت کچھ معقول ہیں اور افسران ریلوے نے غلطی کی جو ملازموں کی معروضات پر توجہ نہ کی۔ ٹائمس بھی تحریر کرتا ہے کہ گو کسی مستقل رائے کا قائم کرنا ابھی قبل از وقت ہے لیکن یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ اسٹرائیک والوں کی بعض شکایات بے بنیاد نہیں اور ہندوستان کی ریلوے لائینوں کا انتظام اصلاح طلب ہے۔ اس اسٹرائیک سے ان لوگوں کو سبق لینا چاہیے جو ذرا ذرا سی بات پر...

الہامی کتاب پر حضرت اقدس کا مضمون

۲ دسمبر ۱۹۰۷ء کی شام کو آریہ سماج لاہور کے سالانہ جلسہ کی تقریب پر پڑھا جائیگا۔ چونکہ انجمن احمدیہ لاہور کو اپنے احباب کے اُترنے کیلئے توجہ دلائی تھی انجمن نے نہایت فراخدلی سے اپنے احباب کے اُترنے کا انتظام فرمایا ہے۔ انجمن مذکور کا اعلان اسی کالم میں درج ہے۔

یہ مضمون مستقل رسالہ کی صورت میں بھی شائع [ہوگا]

از انجمن احمدیہ شاخ لاہور

اُن احمدی احباب کی آسایش اور اطلاع کے [لئے جو] آریہ سماج لاہور کے سالانہ جلسہ پر حضرت اقدس [مسیح] موعود علیہ السلام کا مضمون سننے کے لئے تشریف لانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

اعلان

کیا جاتا ہے کہ منتظمان جلسہ سالانہ آریہ سماج لاہور [نے] ... حضرت اقدس مسیح موعود کا مضمون پڑھے جانیکے لئے [۲ دسمبر ۱۹۰۷ء کی] شام کا وقت مقرر کیا ہے۔ یہ مضمون غالباً حضرت مولوی نور الدین صاحب پڑھینگے۔ انجمن ہذا نے ... احباب کو فروکش کیلئے خواجہ کمال الدین صاحب وکیل [کی] جدید کوٹھی "عزیز منزل" مقرر کی ہے۔

کوئی صاحب انارکلی پیسہ اخبار روڈ پر جہاں خواجہ [صاحب] رہتے تھے تشریف نہ لیجائیں۔ کیونکہ اب خواجہ صاحب وہاں [سے] اپنی کوٹھی میں آگئے ہیں۔ یہ کوٹھی کیلیانوالی سڑک پر جو ریلوے سے سیدھی لوہاری دروازہ کو جاتی ہے واقعہ ہے اور اسکے [سامنے] ہی اسلامیہ کالج ہے۔ کوٹھی کے اوپر جلی اور مستعلیق [حروف میں] خواجہ صاحب کا نام لکھا ہوا ہے۔ تمام احمدی احباب سید[ھے وہاں] آئیں اور اپنے اپنے بستر ساتھ لیتے آئیں۔

نیز واضح رہے کہ اس جلسہ پر آنیکے لئے ریلوے کی رعایتی ٹکٹوں کا انتظام کیا گیا ہے

[ہماری] کوششوں کا مختلف ضروریات پر ہونا مناسب اندازہ کے ساتھ تقسیم کرنا سکھلایا جائیگا اور جبتک ہمارے سر درد میں وہ صلاحیت پیدا نہ ہوگی جو انھیں اغراض مختلفہ کو ... بازرکھے اس وقت تک ہماری کوئی کوشش کارگر نہیں ہو سکتی اور بہبودی ملک سے متعلق ہماری کوئی تمنا پوری ہوتی نظر نہیں آتی (وکیل)

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ست بچن ۱۰ر - آریہ دہرم - آریہ مذہب کی حقیقت کو
حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کردیا ہے خصوصیت کے
ساتھ جوابدیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۴ر -
نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط - حضرت مسیح موعود نے
نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود
کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول
ہوا ہے قیمت ۲ر - سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا
جواب قیمت ۲ر - نور القرآن حصہ دوم عیسائیوں کا عجیب
رد قیمت ۴ر - فیصلہ آسمانی - قیمت ۲۰ر -

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات - تفسیر القرآن پارہ اول - یہ تفسیر
قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے
قیمت فی پارہ (عہ) سلک مروارید حصہ اول - سلسلہ عالیہ
احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کی
غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے
موافق ناول کے طور پر لکھا ہے قیمت ۴ر حصہ دوم ۴ر
حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ۲۰ر - برہان الحق قیمت
محامد المسیح قیمت ۳ر خطبات کریمیہ قیمت ۴ر - تفسیر سورہ
تبت - قیمت ۳ر - نمونہ قرآن مجید - ۳ر

المشتہر
منیجر اخبار الحکم قادیاں ضلع گورداسپور

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد
پروپرائٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں
منگا کر فروخت کریں جس کے کمیشن و منافع سے آپ مالامال ہو سکتے ہیں اس تریاق
بینظیر و سریع الاثر مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ ماتقدم استعمال
کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے اور اگر مبتلا کے طاعون کے
سامانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اس کے چند قطرات پلا کے جائیں اور گلٹی پر
ملا کر بدن پر مالش کی جائے تو سر درد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام
و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا - تمام
مریضوں بالخصوص بچوں اور ان کے لئے جن کو بیہوشی یا بند ش یا گلے کے
باعث دوا حلق سے اترنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے تعمیم
افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشار راز دوا کے فیس اس کا تیار کرنا بھی سکھا
دیا جاتا ہے قیمت فی شیشی دو روپیہ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہو کے پبلک میں
کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت

(نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار و اجرت سے مطلع فرمائیں -

المشتہر
فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہار دینگی گرم بازاری مفقود ہوگئی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سوداگر کر رہے ہیں
لیکن ہمارا کام باتوں ہی نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ
بھلا اسمیں کچھ بھی دہوکا ہے - قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کے
سببوں سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کے لئے
یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ انشاء اللہ
تعالیٰ فوراً دفع ہوں گے اور ہر قسم کی باہیہ شکایت کے لئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ
ماریں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگا کر پھر پسند ہو طلب فرمائیں -
قیمت فی بکس ایک روپیہ -

طلا طلسمی - پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض
لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے
اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید
پائیں گے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ - قیمت چھ ماشہ عا دو روپیہ

سرمہ سلیمانی - آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور بصارت بڑھانے والا
قیمت ایک تولہ ۸ر

سنون دندان - دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کر کے دانت مثل گوہر
آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے فی بکس ۴ر

المشتہر
حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

ڈاکٹر صاحب کیا فرماتے ہیں

کلکتہ کے باشندے ان کو اچھی طرح جانتے ہیں اور آن کی ذیل کی تحریر کلکتہ کے باشندوں کے لئے بہت اچھی سند ہے کیونکہ اُنھوں نے جو کچھ لکھا ہے اپنے ذاتی تجربہ سے لکھا ہے۔ ڈاکٹر اے۔ کے۔ بکرجی صاحب ایل۔ ایم۔ ایس ہندوستان کے طبیبوں اور جراحوں کے مدرسہ کے علم تشریح کے معلم اور دواخانہ ۱۲-۱۸ اوکیل مستری کی گلی ہریں روڈ لکھتے ہیں۔ گردوں مثانہ اور پیشاب کی بیماریوں کے مریضوں کو جن کو اب تک کوئی عمدہ دوا دستیاب نہیں ہوئی ناامید نہ ہونا چاہیئے بلکہ وہ لوگ ڈوان کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈوونس بیک ایک کڈنی پلیس) استعمال کریں کیونکہ جن مریضوں کو دوسری دواؤں نے فایدہ نہیں کیا وہاں ان گولیوں نے مرض کو دور کیا ہے۔ پشت میں درد ہونا گردوں کے خراب ہو جانے کی نشانی ہے۔ کیونکہ یہ درد درحقیقت گردوں میں ہوتا ہے۔ دوسری علامتیں یہ ہیں۔ چکر آنا۔ دردِ سر مرطوب۔ ورم۔ اور نظر کا دھندلا ہونا وغیرہ۔ ڈوان کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں براہ راست گردوں اور پیشاب کے اعضا پر اثر کرتی ہیں۔ اور اس وجہ سے درد پشت وجع مفاصل (گنٹھیا) پیشاب کی شکایات اور گردوں کی بیماریوں کے اصل سبب کو دور کرتی ہیں۔ تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈوان کی ادویہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے ۱۱ اگر آپ اپنی فرمایش کے ساتھ اس اشتہار کو معہ نام اخبار جس میں یہ چھپا تھا بھیجینگے تو آپ کی فرمائش کی تعمیل بغیر ویلیو۔ پی ایبل خرچ لینے کے کی جائے گی۔

ڈوان کا مرہم۔ ڈوونس اینٹمنٹ ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو فوراً گم ہو جاتی ہے۔ اور اکثر وقت تو ایک ہی ڈبیا چھاجن بواسیر (باہر نکلی ہوئی یا خونی) سرخ بادہ۔ کھرجا۔ کیڑ۔ چھلہ۔ داد۔ اور جلد کی سب طرح کی سوزش نکیں۔ شبور اور خارش وغیرہ کو بہت جلد بگڑی ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے کیلئے کافی پائی گئی ہے تمام دوکانداروں کے پاس قیمت دو روپیہ فی ڈبیا۔

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۳۰ سیر پختہ پس جاتا ہے وزن تخمیناً ۶ من ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی من پختہ مبلغ ۶ روپیہ اور دوم مبلغ ۵ مبلغ ۵

بیعانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے۔ بیلنے کماد پیڑنے والے بھی تیار ہیں

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ۔ سیدھے ریشہ دار کشمیری لکڑی مع ہینڈل کا کین اور دو ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پایدار ہے قیمت ۵ روپیہ۔ کرکٹ بیٹ سیدھے ریشہ دار کشمیری لکڑی مع کین ہینڈل معہ دو ربڑ کے میچ کے لئے نہایت عمدہ چیز۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوئم کی ہوگی۔ ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا کرکٹ بیٹ آل کین لکڑی چیدہ مضبوط اور پایدار پریکٹس کے لئے ۱۲؍ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے ۸؍

بچوں کے کرکٹ سٹ ۱۲ سے ۱۳ برس کے واسطے دو سٹ ایک سٹ ٹرکس	
ایک بال لکڑ یکافی بکس فی سٹ	۳؍
۱۰ و ۱۱ سٹ ایک سٹ وکٹس ایک بال فی بکس	۵؍
فٹ بال عمدہ کار ٹایٹ پایدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پایدار ۶	۳؍
	۵؍
بچوں کے لئے فٹ بال ۴ معہ بلیڈر	۱؍
۳	
کرکٹ بال گٹ سوان نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے	
۳ دھاگے کے میچ	۲؍
پریکٹس	
کرکٹ وریلیں فی کاپی	

الشتہر نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ — السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مال از قسم پریکٹس بیٹ۔ پریکٹس وکٹ فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا۔ میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور قیمت میں اس سے بہت کم۔ میں اس کو کم خرچ بالانشین کا مصداق پاتا ہوں۔ نیازمند حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول سجانپور ٹیرہ ضلع کانگڑہ ۲۰/۱۰/۰۵۔

سنہ ۱۸۶۹ء سے سنہ ۱۹۰۶ء تک
وقت کا امتحان

سینتیس سال سے زیادہ تک اسکاٹس املشن نے فاضل طبیبوں کے مجوزہ ہر سخت امتحان کا مقابلہ کیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج تمام جہان میں مستند جگر۔ کھانسی۔ زکام۔ گوشت اور بھوک کی کمی کا ہر علاج امزاج اور باپ بیٹے دونوں کے لئے مقوی اعصاب کا کام دیتا ہے

ماشہ سے نہیں چھوا جاتا

فروخت کیلئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

ہمیشہ اس نشان ماہی گیر کا املشن لو اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا۔

المفتی

خاص قابل توجہ حضرات مفتی صاحبان نامدار و ایڈیٹر صاحبان اخبار

یہ بات خوب ظاہر ہے کہ پیاری احمدی جماعت میں ہر یک فرقہ کے اہل اسلام داخل ہو کر حضرت خلیفۃ اللہ فی الارض جناب معلی القاب سید الثقلین محبوب رب المشرقین مولانا مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کے دامن عاطفت میں پناہ لیتے اور سلک وحدت میں منسلک ہوتے ہیں۔ اور اسی نعمت خداداد کی بدولت باکھو کہ حضرت اقدس امام والاکرام مشار الیہ کی ذات واتباع کی معرفت باوجود مختلف خیالات و تحقیقات حاصل رکھنے کے دوسرے مسلمان فرقوں کی طرح اختلاف اعتقادیات کا جوش کبھی بھی اظہار اور عمل میں نہیں لاتے بلکہ خوش ہیں کہ ہمارے ہر ایک بھائی کا فروعی اعتقاد و تعامل جو کچھ ہے درست ہے اور مسنون و مدلل ہے۔ یہ صفت اس زمانہ میں عموماً غیر اقوام کے مقابلہ میں کیا اور خصوصاً عوام اہل اسلام کے مقابلہ میں کیا یا تو اصحاب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تھی یا اب اصحاب بروز محمد رسول اللہ مسیح موعود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موجود ہے (فللہ الحمد علی ذالک) اور فی الحقیقت رسول اللہ اور امام برحق کا اعلیٰ کام اور مقصد مبعوث ہونے کے یہی ہوتا ہے۔ اور یہی اس کی کامیابی اور عنایت ہوتی ہے اور نیز یہی دلیل صداقت ہوتی ہے۔

قال اللہ عزوجل۔ لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم اٰیٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین ع ۱۷ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا وکنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا ع ۱۰)

اس کے بعد جب دیکھا جاتا ہے کہ دوسرے مسلمان فرقوں میں باوجود متحد الخیالات اور اعتقادیات ہونے کے آپس میں وحدت نہیں ہے بلکہ وہ اختلاف کی مہلک وبا میں مبتلا و ہلاک ہو رہے ہیں۔ کیوں ہو رہے ہیں؟ تو اس کے بظاہر دو سبب معلوم ہوتے ہیں۔ (اول) اختلاف فتاویٰ۔ (دوم) عدم اتباع امام الزمان ع۔ اور یہ دونوں سبب وہی پُر غضب سبب ہیں جو کہ بدنصیب بنی اسرائیل کو اور نصاریٰ کو تباہ کرنے والے اور مغضوب الٰہی و ضال و مضل بنانے والے نیز بہتر فرقے کر دینے والے تھے۔ الامان الامان۔

اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ جماعت احمدی کو اس ہادی مطلق جل شانہ نے جہاں ایک عظیم الشان امام برحق علیہ السلام مسیح موعود ع جیسا مقتدا بخشا اور اس کی اتباع کی توفیق بخشی ہے۔ وہاں پر دوسرا سبب اختلاف فتویٰ کی روک کا المفتی بھی عطا فرمایا ہے جس میں حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء خلیفہ برحق کے خصوصیت کے ساتھ فتویٰ اجرا ہوتے ہیں اور فروعی اختلافات کو جڑ سے کھو دیتے ہیں اور بفحوائے آیۃ کریمہ فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم الخ اور قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی الخ کا قطعی فیصلہ دیتے ہیں۔ جن کا مخزن فی الحال الحکم اور بدر اخبارات ہیں۔

اب توجہ کے قابل یہ امر ہے جو کہ خاکسار راقم کی رائے ناقص میں بلا تصفیہ امور مندرجہ ذیل غیر ضروری اور قابل احتیاط ہے۔ وہ یہ کہ ہمارے بعض اخبارات وغیرہ نے فی الحال بلا عزم بعض اوقات میں دیگر مفتیوں کے فتویٰ یعنے مشن احمدی کے علاوہ فروعی مسائل میں جن کو تعامل سے ہی خاص تعلق ہوتا ہے بعض احباب اور مخالف اصحاب کی رائے کے بموجب ایک ہی امر میں مختلف تحریریں اور فتوے شائع کر دیئے ہیں مثلاً اکمل آف گولیکی صاحب کی تحریر۔ اور فتوائے حضرت حکیم الامۃ صاحب دام حشمتہم کا بیس رکعت تراویح کے بارہ میں شائع شدہ ہیں۔ اگرچہ امید ہے کہ واقف کار عالموں نے ان کی تطبیق کر لی ہو گی کیونکہ ممکن ہے لیکن پھر بھی بظاہر عجیب حیرانی پیش آنے کا پیش خیمہ ہے۔ ماسوائے اس کے ایک فتویٰ یا تحریر دوسرے فتوے یا تحریر کی بے اعتباری یا تردید و تکذیب کئے دیتے ہیں جن کا اثر لکھنے والوں پر بھی جا کر پڑتا ہے جو کہ ٹھیک نہیں ہے۔ علاوہ ازیں اور بھی نقص اس پہلو میں مخفی ہونگے۔ چونکہ ایسے مادہ اختلاف و مضر کو قبل از وقت روک لینا ازبس ضروری اور سہل ہے۔ اس لئے حضرات مفتی صاحبان غیر از امام (علیہ السلام) کی اور نیز ایڈیٹران اخبارات کی خدمت عالی میں عاجزانہ و مؤدبانہ عرض ہے کہ۔

(۱) آں صاحبان ایدہم اللہ تعالیٰ اول تو اپنے فتووں کی ڈیوٹی متعلق مشن احمدی سے ہی خاص رکھیں۔ اور فروعی مسائل متعلقہ تعامل کے فتووں کی ڈیوٹی حضرت اقدس امام حکم و عادل علیہ السلام پر چھوڑ دیں کیونکہ یہ اہم کام حضور عالی کی ہی ذات بابرکات سے خاص ہے (۲) یا سب حضرات متفق ہو کر ایک کتاب یا حسب ضرورت کئی کتابیں حدیث یا فقہ کی حضرت امام عالی مقام علیہ السلام سے منظور کرا لیں جو کہ دستور العمل عوام بھی ہو جائیں اور بوقت ضرورت مفتیوں کیلئے بھی بے غل و غش مفید ہوں اور فتووں کے کام آئیں۔ (۳) یا حضرات مفتی صاحبان نیا فتوے دیتے وقت دریافت فرما لیا کریں کہ امر پیش آمدہ میں ہمارے حضرت امام علیہ السلام کا فتوے تو پہلے نہیں ہوا۔ اگر ہو چکا ہی تو سائل کو حوالہ دیدینا ہی کافی سمجھیں۔ اور جو نہ ہوا ہو اور خود فتویٰ دینا ضرور ہو تو اپنے فتویٰ پر حضور والا امام ہمام علیہ السلام سے بھی منظوری حاصل کر لینا ضروری سمجھیں اور فتوے میں اس اجازت کا حوالہ یا تذکرہ بھی لازمی جانیں (۴) حضرات مفتی صاحبان اپنا فتویٰ لکھتے وقت یہ بھی دیکھ لیں کہ اس سے پہلے اس امر میں کوئی دوسرا بھائی بھی کچھ لکھ چکا ہے یا نہیں۔ اگر لکھ چکا ہی اور وہ تحریر حضرت امام حکم کے منہاج کے حوالے سے ہی تو اس کا حوالہ و تذکرہ ہی کافی ہی۔ اور اگر وہ از خود ہی یا منسوخ ہی یا قابل تنقیح ہی یا لائق منسوخی و اصلاح ہی تو اس تحریر و فتویٰ پر کچھ الفاظ میں مناسب ریمارک دیا جاوے تاکہ پیارے احمدی بھائی کی تردید و تکذیب کے کسی وقت میں کسی طرح موقعہ پیدا نہ ہو اور اختلاف کا بیج نہ بکھرے۔ (۵) ضرورت و اجرائے فتوے سے پہلے پہل ایسا انتظام کر دینا ضرور چاہئے کہ جماعت احمدی ایک دستور العمل کے ماتحت خود یا اپنے مقامی علماء کی معرفت اپنا تعامل بلا اختلاف جاری رکھ سکے۔ (۶) ایڈیٹر صاحبان بھی کوئی فتوے یا تحریر دربارہ مسائل تعامل درج اخبارات فرماتے ہوئے اگر مذکورہ بالا امور کو مدنظر رکھ کر اشاعت میں لائیں تو قابل اجر عمل ہو گا اور قوم پر احسان بیکران بھی۔

امید ہی کہ اس ناچیز گذارش پر جو کہ محض نیک نیتی اور بضرورت و احتیاط کیساتھ حوالہ قلم کیگئی ہے ہمارے مفتیان عالی وقار اور ایڈیٹران نامدار اپنی اپنی توجہ مبذول فرما کر متفق ہونگے اور اس عقدہ کے حل کرنے میں قابل شکریہ سعی عمل میں لائینگے اور بھولی بھالی جماعت احمدی کو اختلاف کی آئندہ وبا میں مبتلا ہونے سے پہلے پہل بچے رہنے کا موقع دلائینگے اور پھر اس بارہ میں خاکسار راقم سے کچھ زیادہ روشنی بھی پیدا کرینگے نیز گذشتہ بعض مختلف فیہ فتووں مندرجہ اخبارات میں وقتاً فوقتاً مگر توجہ دیکر وحدت پیدا کرنے کی بھی کوشش بلیغ فرمائینگے۔ والسلام۔ معروضہ خاکسار بھائی احمدیوں کا غلام

وجود باری اور توحید

خدا کی ذات وصفات اور اس کے وجود کا مسئلہ تمام مذاہب کی جان ہے اور بقیہ تمام مسایل مذہبی فروعات اور اس کا ضمیمہ کہلائے جاتے ہیں لیکن اگر غور سے دیکھا جاوے اور تاریخ عالم کی ورق گردانی کیجاوے تو جو جو ٹھوکریں دنیا کی تمام قوموں نے اس راس المسایل میں کہائی ہیں اور اس مسئلہ کے متعلق جن غلطیوں میں تمام اہل مذاہب بلکہ تمام عالم باستثنا اسلام کے پڑے ہیں وہ حد بیان سے باہر ہیں بلکہ اگر یوں کہا جاوے کہ مذہبی مسایل میں جسقدر اہم المسایل وجود باری کا مسئلہ ہے اوسیقدر اہم ترین غلطیاں اوس کے سمجھنے میں انسانوں سے ظہور میں آئیں تو کچھ بیجا نہ ہوگا۔

انسان کی فطری حالت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سب سے اول انسان کرہ ارض پر تخلیق کیا گیا ہوگا تو وہ بہی مثل اور بہایم کے جنگل اور میدانوں میں مارا مارا پہرتا ہوگا۔ اوس میں نہ اپنی حفاظت کا ادراک ہوگا اور نہ لوازمات آسایش کے بہم پہونچانے کی قابلیت ہوگی نہ وہ اپنے سے زبردست دشمنوں کا مقابلہ کرسکتا ہوگا۔ اور نہ اون کے حملوں سے اپنی حفاظت کی اوس میں قدرت ہوگی۔ لیکن خطروں کے وقت وہ ضرور اپنے سے کسی بالاتر طاقت کی پناہ چاہتا ہوگا۔ جسطرح چارپایوں اور بہائم حتیٰ کہ چیونٹیوں تک کی حرکات سے آج اس امر کا مشاہدہ ہوتا ہے کہ وہ بہی خطرہ کے وقت اپنے سے کسی بالاتر قوت کی حفاظت وپناہ میں اپنے آپ کو دینا چاہتے ہیں۔ یہ تو خدائے قدیر کے وجود وہستی کی ایک دلیل ہے۔ لیکن یہ امر انسانی ادراک سے بالاتر ہے کہ وہ ذات واجب الوجود کیا ہے؟ اوس کے اوصاف وصفات کیسے ہیں؟ اور کن کن صفات سے وہ موصوف ہوسکتا ہے۔ یہ تمام امور ادراک بشری سے باہر تہے پس اُس زمانہ کے انسانوں نے ہر اپنے سے بالاتر طاقت کو اپنا رب اور رازق بنالیا اور جب تک اوس کے سچے مرسلوں نے دنیا میں آنکر اوصاف باریتعالے اسکو نہ بتلایا انسان اپنے سچے خالق کو نہ پہچان سکا۔ لیکن تمام گذشتہ شریعتوں کو ان کے متبعین نے کچھ ایسا خلط مبحث کر دیا کہ وجود باری کی نسبت صحیح عقائد تقریباً معدوم ہوگئے۔ اور ملت عیسوی کے پیرو تین خدا ماننے لگے اور پہر تین کو ایک اور ایک کو تین کہنے لگے حالانکہ یہ اجتماع النقیضین خود انکی سمجھ میں بہی نہ آیا اور جب بالکل مجبور ہوگئے تو کہنے لگے کہ عقیدہ کا سمجھ میں کچھ ضروری امر نہیں ہے۔

مصری کئی کروڑ خداؤں کو تسلیم کرتے تہے۔ پارسیونکی سمجھ میں نہیں آتا تہا کہ نیکی وبدی کا خدا ایک کیونکر ہوسکتا ہے اس لئے انہوں نے نیکی وبدی کے دو خدا علیحدہ علیحدہ مقرر کئے۔ ہندوؤں کے یہاں کم سے کم تین خدا تہے۔ برہما۔ بشن۔ مہیش۔ یہود البتہ ایک خدا کے قایل تہے۔ لیکن جن اوصاف سے وہ لوگ خدا کو نسبت دیتے تہے وہ ایک معمولی انسانی صفت سے بہی کمتر تہی۔ مثلاً یہودیوں کا خدا ایک رات یعقوبؑ سے کشتی لڑ رہا اور جب اوس کو نہ پچہاڑ سکا تو صبح کے وقت یعقوب کے پاؤں کی نس چڑھا کر اوس سے اپنا پیچھا چھڑایا۔ اور اس طرح دہوکر دے کر وہ آسمان پر چڑھ گیا۔ وغیرہ وغیرہ۔

یہ اُن قوموں کا تذکرہ ہے کہ جو خدا کے وجود کو تسلیم کرتی تہیں لیکن ان کے علاوہ بہت سی وہ قومیں بہی تہیں جو سرے سے خدا کی قایل ہی نہ تہیں۔ مثلاً زندیق۔ دہریہ۔ ناویین۔

خلاصہ یہ ہے کہ دنیا اسی قسم کی عالمگیر تاریکی میں مبتلا تہی اور انسانی دلوں کو اسی قسم کے توہمات نے مسخر کر رکہا تہا کہ ان غلط خیالات ومعتقدات کی تاریک پردہ کو چاک کرکے دفعتہً اسلام نے اپنا نورانی چہرہ دنیا کو دکہلایا اور بتلایا کہ جن غلط معتقدات میں تم مبتلا ہو اور جن محدود اوصاف کے ساتھ اس افضل ترین عالم ذات کو منسوب کرتے ہو اُن سب سے وہ خدائے حی وقیوم ارفع واعلےٰ ہے۔

اسلام نے جس خدا کو دنیا سے متعارف کرایا وہ خدا واحد محض ہے اور زمان ومکان جہت واشارہ تحت وفوق ہر قسم کی قیود اور خصوصیات سے مبرا ومنزہ ہے یہ وہ تقدیس وتنزیہ تہی جس پر یورپ نے بہی حیرت ظاہر کی اور یورپ کا مشہور فاضل گبن کہ اٹہا کہ جب زمان ومکان جہت واشارہ تمامی خصوصیات کو علیحدہ کر لیا جاوے تو پہر خیال کے لئے کیا باقی رہتا ہے؟ بے شبہ اسلام کو ایسی ہی وسیع الخیالی کی بنیاد قایم کرنا تہی جو جسمانی خصوصیات سے بالکل مبرا ہو۔ اور اسی بنا پر اسلام نے ہر قسم کی بت پرستی کو خواہ وہ اشارۃً ہی کیوں نہ ہو ناجائز قرار دیا کیونکہ اسلام نے خدا کی جو پاک ومنزہ خیال قایم تہا وہ ایسا نہ تہا کہ خدا کا تصور بغیر جسمانی پیکر وصورت کے انسانی دلوں میں نہ آسکے۔ ہندو مصری صابی۔ رومن کیتھولک عیسائی سب خدا کے تصور کے لئے تمثیل کے محتاج تہے اور اسی وجہ سے طرح طرح کی بت پرستیوں میں مبتلا تہے لیکن اسلام میں باوجود صدہا فرقوں کے پیدا ہو جانے کے کسی فرقہ کو آج تک بت پرستی کا خیال ہی نہ آسکا۔ دنیا میں آج تمام دیگر مذاہب کے لوگ جسقدر روشنضمیر اور بلند خیال ہوتے جاتے ہیں وہ توحید خالص کے قریب آتے جاتے ہیں۔ علوم وفنون اور خیالات کی وسعت جسقدر بڑہتی جاتی ہے اسیقدر خدا کی نسبت جسمانی قیود کا خیال مٹتا جاتا ہے۔ دیکھئے آریہ سماج کے بانی نے بہی جب ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی تو اونہوں نے بہی ایک ایسا خدا دنیا کے سامنے پیش کیا جو جسمانی قیود سے مبرا ہے۔ لیکن چونکہ وہ اسلامی تعلیم کو بخوبی نہ سمجھ سکے تہے اس لئے مسئلہ توحید میں اسلام کی صحیح نقل بہی نہ کرسکے۔ اور جس خدا کو اونہوں نے دنیا کے سامنے پیش کیا اوس کے ساتھ ہی انہایت ہیں اس کے دو اَور شریک بہی کر دیئے یعنے جسطرح خدا کو انادی اور غیر مخلوق بتلایا اوسیطرح اوس کے ساتھ مادہ اور روح کو بہی ازلی اور انادی اور غیر مخلوق ٹھہرایا۔ علاوہ ازیں سوامی دیانند اپنے پرمیشور کو تحت ومکان سے بہی مستثنےٰ نہ کرسکے اسی کا سبب ہے کہ آریہ پرمیشور کو ہر اعلےٰ وادنیٰ کثیف وغلیظ نجاست بول وبراز تک میں بہی متمکن مانتے ہیں بخلاف اس کے اسلام نے نہایت وضاحت کے ساتھ بتلا دیا ہے کہ جس خدا کو عالم کے سامنے پیش کرتا ہوں نہ صرف خود بلکہ اس کا علم ہر جگہ محیط ہے۔ اسلام نے جس خدا کو پیش کیا ہے اُس کو ان الفاظ کے ساتھ پیش کیا ہے کہ:-

"اللہ (وہ ذات پاک ہو کہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ (کارخانہ عالم کا) سنبھالنے والا نہ اوس کو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ اوسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ کون ہے جو اس کے اذن کے بغیر اس کی جناب میں (کسیکی) سفارش کرے جو کچھ لوگوں کو پیش (آرہا ہے) وہ اور جو کچھ اون کے بعد (ہونیوالا ہے) وہ اس کو (سب) معلوم ہے اور لوگ اسکی معلومات میں سے کسی چیز پر دسترس نہیں رکھتے مگر جتنی وہ چاہے"۔ پھر آگے چلکر ارشاد ہوتا ہے کہ:۔

"آسمانوں اور زمین کی حفاظت اوسپر مطلق گراں نہیں ہے وہ بڑا عالیشان اور عظمت والا ہے"۔ (سورہ بقر رکوع ۳۴)

اور آگے ارشاد ہوا ہے کہ:۔ "وہ اللہ ایسا (پاک ذات) ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں پوشیدہ اور ظاہر (سب کا) جاننے والا وہی بڑا مہربان (اور) رحم والا ہے۔ وہ اللہ ایسا (پاک ذات) ہے کہ اس کے سوائے کوئی معبود نہیں (تمام جہان کا) بادشاہ ہے پاک ذات ہے (تمام) عیبوں سے بری ہے امن دینے والا ہے نگہبان ہے زبردست ہے بڑا دباؤ والا ہے۔ بڑی عظمت رکھتا ہے یہ لوگ جیسے جیسے شرک کرتے ہیں اللہ (کی ذات) اوس سے پاک ہے وہی اللہ (ہر چیز کا) خالق (ہر چیز کا) موجد ہے (مخلوقات کی طرح طرح کی) صورتیں بنانیوالا ہے (اوسکی اچھی اچھی صفتیں ہیں اور اسی سبب سے) اوس کے اچھے ہی اچھے نام ہیں۔ جو (مخلوقات) آسمانوں اور زمین میں ہے (سب ہی تو) اوسکی (تسبیح و تقدیس) کرتے ہیں اور وہ زبردست اور حکمت والا ہے"۔ (سورہ الممتحنہ رکوع ۴)

پھر ارشاد ہوتا ہے کہ:۔ "کہو کہ وہ اللہ ایک اللہ بے نیاز ہے نہ اوس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ کوئی اوسکی برابری کا ہے"۔ (سورۃ الاخلاص)

ایک اور مقام پر فرمایا ہے کہ:۔

"آسمان اور زمین میں کسقدر بیشمار نشانیاں ہیں لیکن یہ لوگ اونپر گذر جاتے ہیں اور انکی طرف رُخ نہیں کرتے"۔

دوسری جگہ وارد ہوا ہے کہ:۔

"بعض لوگ ایسے ہیں جو خدا کے باب میں بے علمی کے ساتھ جھگڑتے ہیں کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے"۔

ایک تیسرے مقام پر آیا ہے کہ:۔

"اگر آسمانوں اور زمین میں کئی خدا ہوتے تو دونوں میں فساد پڑ جاتا"۔

آیات مندرجہ بالا تقریبًا ہر ایک فرقہ یعنے پارسیوں۔ عیسائیوں ہندوؤں اور آریوں وغیرہ کے لئے معارضہ میں جنکی تشریح تحصیل حاصل ہے۔

تاہم مختصرًا سمجھ لیجئے کہ نہ تو خدا کو کسی نے جنا۔ اور نہ خدا نے کسی کو جنا اوسکی ذات توالد اور تناسل (جو لازمہ بشریت ہے) کے سلسلہ سے بالکل مبرا ہے اس لئے باپ بیٹے اور روح القدس کا سلسلہ بالکل مہمل ہے۔

اور بیشمار خدا تو درکنار اگر صرف دو خدا بھی ہوتے تو اختلاف ارادہ سے نظام عالم درہم برہم ہو جاتا۔ اس لئے وہ ذات پاک بے شک واحد محض ہے۔ پس کئی کروڑ یا نیکی و بدی کے دو جدا جدا خداؤں کا عقیدہ باطل ہے۔

اب رہا وہ خدا جو اپنے ایک بندے سے کشتی لڑکر بازی نہ لیجا سکا وہ خدائی کے قابل نہیں ہو سکتا۔ ایسے ہی وہ بھی خدا نہیں ہو سکتا جس کے مثیل بھی مثل اوس کے ازلی و ابدی ہوں۔

رہا وجود باری سے انکار وہ بھی جہالت محض ہے کیونکہ جب نظام عالم کا مرتب کرنیوالا کوئی نہیں تو یہ عالم کہاں سے ظہور میں آیا کیونکہ علت بدون معلول اور فعل بغیر فاعل ناممکن ہے

آخرکار ایک ایسے خدا کا وجود تسلیم کرنا پڑتا ہے جو تمام عیوب و نقایص سے منزہ اور تمام اوصاف اور ہر ایک قسم کی قابلیتوں۔ قوتوں۔ قدرتوں میں وحید اور فرد ہو اوس کا کسی شعبہ اور کسی نوع میں کوئی شریک نہ ہو چنانچہ اس مسئلہ کو کس خوبی سے اسلام نے حل کر دیا ہے کہ اگر کوئی بھی اس اللہ پاک کا کسی قسم کا بھی شریک ہوتا تو یہ نظام عالم درہم برہم ہو جاتا۔

اسی مسئلہ کو اگر فلاسفر اور منطقی شخص کے سامنے منطقی پیرایہ میں پیش کیا جائے تو پہلے مقدمات ذیل کو ذہن نشین کرانا ہوگا۔

(۱) عالم میں گو بظاہر ہزاروں لاکھوں اشیا نظر آتی ہیں لیکن عالم ایک شئے واحد ہے اور یہ تمام اشیا اوسکی ذاتیات اور اجزا ہیں جسطرح انسان میں ہاتھ پاؤں۔ ناک۔ کان۔ آنکھ۔ منہ۔ اور بہت سے اندرونی اعضا موجود ہیں۔ تاہم انسان ایک شئے واحد ہے۔

(۲) ایک چیز کی دو علت تامہ نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ علت تامہ کے یہ معنے ہیں کہ اوس کے وجود کے ساتھ بلا انتظار کسی اور چیز کے معلول وجود میں آ جائے اس لئے اگر ایک معلول کے لئے دو علت تامہ ہوں ایک بالکل بیکار ہوگی۔

(۳) خدا عالم کی علت تامہ ہے۔

اب استدلال کے مقدمات یہ ہیں۔ عالم ایک شئے واحد ہے اور شئے واحد کی دو علت تامہ نہیں ہو سکتیں۔ اس لئے عالم کی بھی دو علت تامہ نہیں ہو سکتیں۔ خدا عالم کی علت تامہ ہے اور علت تامہ متعدد نہیں ہو سکتی اس لئے خدا بھی متعدد نہیں ہو سکتا"۔

پس جس پاکیزہ عنوان سے خداوند عالم کو واحد محض اسلام نے بتلایا ہے اوس عنوان کی نظیر خود اسلام ہی ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ خدا کے اقرار و اعتراف کا دل پر جو اخلاقی پڑتا ہے وہ بغیر توحید کامل کے پیدا نہیں ہو سکتا۔

اطاعت۔ انقیاد۔ خشوع و خضوع۔ توکل۔ اخلاص کی حالت اوسی وقت دل پر طاری ہو سکتی ہے جب یہ خیال ہو کہ ہماری تمام حاجتوں۔ تمام ضرورتوں ساری امیدوں۔ کل خواہشوں کا کوئی ایک ہی مرکز ہے۔ انسان میں استقلال ارادہ۔ دلیری۔ بے نیازی کے اوصاف بھی توحید کامل کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتے۔

غور کیجئے کہ جو شخص ایک کے سوا اور کوئی دوسرا بھی حاجت روا مانتا ہے اس کا سر ہر ایک آستانہ پر جھکنے کے واسطے طیار رہتا ہے۔ یہ مضمون اگرچہ اوس درجہ مکمل نہیں ہو سکا ہے جس پایہ کا مضمون ہے تاہم غور کرنے اور سبق حاصل کرنے کے واسطے کافی ہے۔

(ضیاء الاسلام مراد آباد)

مسئلہ سود پر مولانا شبلی نعمانی سے خط و کتابت

آجکل دُنیا میں جہاں اور ہزاروں طرح کی بدیاں و بیاہ کاریاں پھیلی ہوئی ہیں وہاں یہ کوشش بھی برابر جاری ہے کہ کسی طرح مذہبی آڑ میں ہمارے لئے وہ تمام باتیں جائز ہو جاویں جو اور قوموں کے نزدیک جائز اور حلال مطلق ہیں اس لئے کوئی صاحب تو یہ تجویز پیش کرتے ہیں نماز گنتی کی جاوے روزے اُڑائے جاویں قرآن کا کچھ حصہ نکالا جاوے حج کے بجائے دوسرے کام جائز قرار دئے جاویں پردہ کی رسم کو بالائے طاق رکھکر کھلے منہ ہوا کھانے کی اجازت دی جاوے۔ سود کو حلال کیا جاوے کیونکہ یہی ایک بڑا بھارا مسلمانوں کی نکبت و افلاس کا ذریعہ ہے۔ غرضیکہ جتنے مُنہ اُتنی باتیں ہیں سب کو قلم بند کرکے اُن پر خامہ فرسائی کرنا موجب طول طویل ہے بھلا کہاں سے ایسی فرصت لادیں جو اس کو نبھاویں۔ پیسہ اخبار میں آجکل سود کا مسئلہ چھڑا ہوا ہے جسپر آئے دن مضامین نکلتے رہتے ہیں انجمن نعمانیہ کا فتویٰ شائع ہو گیا انجمن مستشار العلماء کے فتوے کا ابھی انتظار ہی دیکھئے وہ ٹولی کیا ارشاد فرماتی ہے مولوی نذیر احمد خان صاحب دہلوی ایل ایل ڈی بھی مجتہدانہ طور پر فیصلہ کر چکے اور اقرار کر چکے کہ مسئلہ سود مسلمانوں کی آنکھوں کا ٹپنٹ ہے خیر اس پر تو کسی فرصت کے وقت میں ناظرین کی توجہ مبذول کرنے کے قابل ہو سکینگے فی الحال مولانا شبلی نعمانی ناظم ندوۃ العلماء کی جو رائے ہے وہ ناظرین کی دلچسپی کی خاطر پیش کی جاتی ہے۔ مولانا اس بات کے قائل ہیں کہ **غیر اقوام سے سود لینا شرعاً جائز ہے** مگر شرعی دلیل ہمارے خیال میں آپ کے پاس کوئی نہیں۔ مولانا سے جو کچھ ہماری خط و کتابت اس بارہ میں ہوئی ہے اُس سے ناظرین اچھی طرح حال معلوم کر سکینگے اور اُس نتیجہ پر پہنچ سکینگے کہ کیونکر ایسے وقت کسی ایسے وجود کی ضرورت ہے جو اسلام کی سچے دین کی رکھوالی کے لئے آوے کیونکہ اس کے اصولوں کو ملیامیٹ کرنے کی اب حد ہو گئی دوست بن کر جڑوں میں پانی دینا سیکھنا ہو تو ان حضرات سے سیکھے جو فی زمانہ علماء کہلائے جاتے ہیں یا اصلاح کنندہ بیٹھے تو ہمیں ان علماء کی اس حالت پر رونا آتا تھا کہ اُنھوں نے صفات اللہ کے ساتھ حضرت عیسیٰ کی صفات کو بھی شریک کرکے بڑے بھاری شرک کی بُنیاد ڈالی جس نے ایک عالم کو عیسائی بننے پر مجبور کیا اور سیکڑوں کو مرتد کرا دیا مگر مسئلہ سود کے ذریعہ جو ان حضرات نے اسلام پر بغلی گھونسے مارے ہیں وہ نہایت ہی خطرناک معاملہ ہے اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالےٰ اگر اس وقت اپنے فضل و کرم سے اپنا موعود نہ بھیجتا تو نہ معلوم یہ حضرات اسلام کی کہاں تک نوبت پہنچانے کے لئے زور مارتے۔ اب مَیں تمہید کو زیادہ لمبا کرنے کے بدوں ہی اصل خط و کتابت کو درج کرتا ہوں جس سے ناظرین بہت کچھ نتائج اخذ کر سکتے ہیں۔ (خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی)

میرا پہلا خط (نمبر ۱)

جناب مولانا المکرم!۔ السلام علیکم۔ واضح باد کہ چونکہ آپ نے روم و مصر و شام کا سفر کیا ہے اور وہاں کے حالات آپ کے چشم دید ہیں۔ بنابریں گذارش ہے کہ براہ مہربانی مندرجہ ذیل امور سے اطلاع دیکر مشکور فرماویں۔

(۱) کیا ترکوں اور مصریوں اور شامی مسلمانوں کے اپنے بینک[*] ہیں یا نہیں؟ (۲) اگر بینک ہیں تو کیا اُن میں سود لینے دینے کا رواج ہے یا کہ نہیں؟ (۳) اگر سود لینے دینے کا رواج ہے تو کیا وہ مسلمان مالک بینک یا دوسرے مسلمان جو ان بینکوں سے سود کا لین دین جاری رکھتے ہیں کچھ اس کی حرمت و حلت پر بھی کبھی کچھ خامہ فرسائی کرتے ہیں یا کہ نہیں؟ اور کیا وہاں بھی انٹرسٹ اور ربوٰ ربی پر کچھ طبع آزمائیاں ہوتی ہیں کہ نہیں فقط خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی۔

[*] اس سوال کے دریافت کرنے کی ضرورت اس وجہ سے پڑی تھی کہ اخبار وطن میں ڈپٹی سردار احمد صاحب نے یہ دعوےٰ کیا تھا کہ ترکوں اور ایرانیوں کے ہاں سودی بینک جاری ہیں اور وہ سود کو لینے دینے میں کچھ عیب نہیں سمجھتے۔ یہ صرف آگاہی کے لئے تھا ورنہ ناظرین خیال کر سکتے ہیں کہ قرآن شریف کے ہوتے ہوئے ترکوں شامیوں یا مصریوں کا رویہ ہمارے لئے اور ہر ایک مسلمان کے لئے حجت نہیں ہو سکتا۔ منہ

(نمبر ۱) مولانا کا پہلا خط میرے خط کے جواب میں

مصر و شام بلکہ خود مکہ معظمہ میں سود کا لین دین عام طور پر جاری ہے لیکن اس کا نام بدل دیا ہے یعنے فائنس کہتے ہیں مَیں نے خود بیت المقدس کی عدالت کی ایک ڈگری دیکھی تھی جس میں سود دلایا تھا۔ باقی رہا جواز و عدم جواز کی وجہ تو یہ بڑا لمبا قصہ ہے۔ **مَیں تو غیر قوموں سے سود لینا شرعاً جائز سمجھتا ہوں**۔ میرا ایک رسالہ بھی اسپر ہے لیکن ابھی چھپا نہیں۔ شبلی ۲۸ اگست ۱۹۰۶ء

میرا دوسرا خط (نمبر ۲)

جناب مولانا المکرم۔ السلام علیکم۔ آپ کا کارڈ ملا تھا اور اُسپر کچھ عرض کرنی تھی مگر کم فرصتی مانع رہی اس لئے اب اُس عرض کو گذارش کرتا ہوں۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ مَیں غیر اقوام سے سود لینا شرعاً جائز سمجھتا ہوں اور کہ میرا اسپر ایک رسالہ بھی ہے لیکن ابھی چھپا نہیں۔ چونکہ رسالہ چھپا نہیں اس لئے عرض کرنی پڑی کہ غیر اقوام سے سود لینا آپ کے نزدیک کس طرح شرعاً جائز ہے؟ مَیں آپ کی اس عنایت کا کمال مشکور ہوں گا اگر ایک مفصل خط میں اُن تمام دلائل سے جو سود کے غیر اقوام سے لینے کے متعلق ہیں اطلاع دیں۔ (خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی)

مولانا کا دوسرا خط

۹ نومبر ۱۹۰۶ء

مضمون تفصیل طلب ہے خط میں ادا نہیں ہو سکتا۔ شاہ عبد العزیز صاحب کے متعدد فتوے ہیں وہ نظر سے گذرے ہونگے۔ ان میں صاف جواز کو ثابت کیا ہے میرا رسالہ ابھی صاف نہیں ہوا کاتب لکھ رہا ہے طیار ہو لے تو شاید چھپنے کی نوبت آئے۔ **اصول یہ ہے کہ جس ملک میں احکام شرعیہ کی پابندی جبراً نہیں کرائی جا سکتی وہاں وہ معاہدات و معاملات جائز ہو جاتے ہیں جو اور قوموں میں جائز ہیں**۔ ہدایہ شامی وغیرہ میں اس کی تصریح ہے۔ شبلی ندوہ لکھنؤ

میرا تیسرا خط (نمبر ۳)

جناب مولانا صاحب!۔ تسلیم۔ جناب کا کارڈ پہنچا کمال مشکور ہوا۔۔۔۔ اس کارڈ میں جو جناب نے ایک اصل تحریر فرمایا ہے اُس کے متعلق کچھ تھوڑا سا دل میں وسوسہ پیدا ہو گیا ہے جو کانٹے کی طرح میرے دل میں کھٹک رہا ہے اگر اس کو بھی حل کر دیں تو بعید از عنایت نہ ہوگا۔ آپ کو معلوم ہے کہ قرآن کریم کے بالکل صاف الفاظ سود کی ممانیت میں موجود ہیں جو کہ یہ ہیں **احل اللہ البیع و حرم الربوا**" اسی کے مطابق ہم لوگوں کے رگ و ریشہ میں یہ بات پیوست ہو گئی ہے کہ سود کا لینا دینا بالکل حرام ہے۔ آپ نے اپنے اصل میں ظاہر فرمایا ہے کہ اصول یہ ہے کہ جس ملک میں احکام شرعیہ میں پابندی **جبراً نہیں کرائی جا سکتی وہاں وہ معاملات و معاہدات جائز ہو جاتے ہیں جو اور قوموں میں جائز ہیں**۔

قطع نظر لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی

الّا یہ کہ یہ بات قابل گذارش ہے کہ یہ اصل صرف جواز سود کے لئے ہی ہے یا کہ دوسرے اوامر و نواہی قرآن کے متعلق بھی؟ یعنے اگر کوئی من چلا اس اصول کو مدنظر رکھکر نماز سے روزہ سے یا حج و زکواۃ سے انکار و فرار کر دے تو کیا کوئی جس کے لئے تسلی بخش جواب موجود ہو سکتا ہے یا کہ نہیں؟ اگر ہے تو کون سا اور کیا؟ نیز یہ بتلاویں کہ اُس کے جواز (سود کے اور اس کے (یعنے ترک نماز روزہ وغیرہ) عدم جواز کی کیا دلیل ہے؟ اور اگر یہ اصول صرف جواز سود کے لئے ہے تو اسپر شرعی دلیل کیا ہے؟ جس حالت میں کہ احل اللّٰہ البیع و حرم الربوا کا صاف مفہوم اور صریح حکم موجود ہے جن کا موٹی عقل والا بھی مطالب سمجھ سکتا ہے۔ علاوہ ازیں اگر یہ اصول درست ہے تو کیا مندرجہ ذیل کا امور کرنیکے لئے مسلمان تیار ہو جاویں یعنے اُن کو ذیل کے کام کرنے سے کون سی بات مانع ہے۔

(ا) بعض قوموں کے نزدیک اس حالت میں کہ اولاد نہیں ہوتی یا صرف لڑکیاں ہوتی ہیں لڑکا نہیں ہوتا یا شہوت زور کرانے کی ضرورت درپیش ہے یہ امر جائز قرار دیا گیا ہے کہ اپنی عورت کو دوسروں کے پاس اولاد حاصل کرنے یا شہوت دور کرانے کے لئے جانا نہ صرف جائز بلکہ موجب ثواب بھی گردانا و مانا گیا ہے کیا مسلمان اس ملک کے محض اس لئے کہ اُن سے احکام شرعیہ کی پابندی جبراً نہیں کرائی جاتی یہ کام جسکا نام اس کو جائز قرار دینے والی قوم کے نزدیک "نیوگ" ہے جائز ہوگا؟ (ب) ایسا ہی بعض کے نزدیک شراب پینا اور شراب میں ڈبل روٹی بھگو کر جب تک ایک نو مُرید معہ بزرگان دین کے اُس کو کھا پی نہ لیں دینی سرٹیفکیٹ حاصل نہیں ہو سکتا تو کیا مسلمان اُن ملکوں کے جس میں اُن سے احکام شرعیہ میں پابندی جبراً نہیں کرائی جاتی اُن کے لئے بھی یہ معاملات و معاہدات جائز ہو جاوینگے؟ (ج) ایسا ہی بعض کے نزدیک ہر قسم کے سور خواہ کالا ہو خواہ سفید سبز ترکاریوں کی طرح ہیں تو اُن مسلمانوں کے لئے جن سے احکام شرعیہ کی پابندی جبراً نہیں کرائی جاتی یہ حرام مطلق حلال محض ہونگے؟ (د) ایسا ہی بعض کے نزدیک یعنے اُن کے عقائد کے رو سے انسانوں کو خدا بنانا اور پتھر پرستی کرنا یا خدا کے لئے بیٹے بیٹیاں تجویز کرنا جائز مانا گیا ہے تو کیا وہ مسلمان جن سے اُن کے ملکوں میں (جہاں وہ سکونت رکھتے ہیں اور اسلامی حکومت نہیں ہے) احکام شرعیہ کی پابندی جبراً نہیں کرائی جاتی یہ معاملات و معاہدات جائز ہونگے؟ غرضیکہ میری سمجھ ناقص میں اگر یہ اصول جواز سود کے لئے صحیح مانا جاوے تو مذکورہ بالا تمام معاملات و معاہدات مسلمانوں کے لئے جائز و موجب ثواب ہو جاتے ہیں۔ غور فرماویں کہ ہندوستان۔ فرانس۔ جرمن۔ اٹلی۔ آسٹریلیا۔ آسٹریا۔ روس وغیرہ میں اسلامی سلطنتوں میں احکام شرعیہ کی پابندی جبراً نہیں کرائی جاتی تو ان سلطنتوں کے رہنے والے مسلمان اس طرح پر مذہب و ملت یعنے احکام شرعیہ کی عدم پابندی کے مجاز ہیں؟ براہ مہربانی مفصل کیفیت یعنے جواب باثواب سے مطلع فرما کر عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور فرماویں ...... خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی۔

مولانا کا تیسرا خط

مکرمی۔ تسلیم۔ قرآن پاک میں ربوا کا لفظ ضرور آیا ہے لیکن اس کی کچھ حقیقت بیان نہیں کی گئی احادیث میں کسی قدر تفصیل ہے لیکن اسقدر کہ حضرت عمرؓ اکثر فرماتے رہے کہ رسول اللہ صلعم نے انتقال فرمایا لیکن یہ نہ بتا گئے کہ سود کن کن حالتوں میں حرام ہے۔ اس بنیاد پر سود کے متعلق جس قدر تفصیل احادیث سے ثابت ہوگی وہی حرام ہوگی۔ آپ نے جو صورتیں لکھی ہیں وہ قیاس مع الفارق ہے مَیں نے جو اصول لکھا ہے وہ صرف اُن معاملات سے متعلق ہے جن میں دوسروں سے ضروری تعلق ہے مثلاً خرید و فروخت وغیرہ۔

آں حضرت (صلعم) جب مکہ میں تھے تو آپ نے حضرت ابو بکرؓ کو اجازت دی کہ وہ فتح روم پر بازی لگائیں چنانچہ وہ کئی اونٹ جیتے فتح القدیر شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ اس کی یہ وجہ تھی کہ مکہ میں اُس وقت تک اسلام جاری نہ تھا۔ غرض جن ممالک میں اسلامی احکام جاری نہیں ہیں وہاں ان معاملات میں جنکا تعلق دوسروں سے مجبوراً پڑتا ہے اُسی طرح معاملہ کرنا ہوگا جس طرح دوسری قومیں کرتی ہیں۔ شراب پینا یا دوسرے کو اپنی بیوی سپرد کرنا ذاتی معاملہ ہے کسی دوسرے سے اس کا تعلق جبر یہ نہیں ہو سکتا یعنے دوسرا شخص اسپر مجبور نہیں کرتا۔ یہ میری ذاتی رائے نہیں بلکہ درمختار وغیرہ سے تمام کتابوں میں لکھا ہے۔ والسلام

شبلی ۱۹ نومبر ۱۹۰۷ء

میرا چوتھا خط

(۲۱)

جناب مولانا المکرم۔ السلام علیکم۔ آپ کا مجھکو ملا چونکہ جیسے تسلی کی تمنا تھی حاصل نہ ہو سکی اس لئے کچھ اور عرض کرنی تھی مگر کم فرصتی مانع رہی جسکو کہ اب پورا کرنا مناسب سمجھتا ہوں آپ کا پہلا کارڈ جو مجھکو ملا تھا اُس میں آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ مَیں غیر اقوام سے سود لینا شرعاً جائز سمجھتا ہوں جسپر مَیں نے عرض کی تھی کہ آپ سود لینا غیر اقوام سے شرعاً جائز سمجھتے ہیں تو اُس کا ثبوت قرآن و حدیث سے عنایت فرمائے جس کا جواب جناب کی طرف سے یہ ملا تھا کہ مضمون تفصیل طلب ہے خط میں ادا نہیں ہو سکتا۔ شاہ عبد العزیز کے متعدد فتوے ہیں اور اُن میں جواز ثابت کیا گیا ہے اور کہ اصول یہ ہے کہ جس ملک میں احکام شرعیہ میں پابندی جبراً نہیں کرائی جا سکتی وہاں وہ معاملات و معاہدات جائز ہو جاتے ہیں جو دوسری قوموں میں جائز ہیں اس اصول پر جو کچھ مَیں نے عرض کی اور اُس کے جواب میں جو کچھ جناب نے ارشاد فرمایا اُس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سود کا غیر اقوام سے لینا شرعاً جائز ہونے کی دلیل جناب کے پاس نہیں ہے ورنہ ضرور پیش کرتے کیونکہ میری منشا اُس طول طویل و مسلسل خط و کتابت سے بجز اس کے اور کیا تھی اور اب تک ہے کہ یہ اصول (جو آپ نے تحریر فرمایا ہے) درایت و روایت کے لحاظ سے محض غلط ہے آپ فرماتے ہیں کہ اس اصول کی منشا صرف یہ ہے کہ جن میں دوسروں سے ضروری تعلق ہے مثلاً خرید و فروخت وغیرہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک خرید و فروخت وغیرہ بغیر سود لینے دینے کے چل نہیں سکتی حالانکہ یہ اصول بہ مذاہب باطل ہے کیونکہ صحابہ کرام میں اکثر سوداگری پیشہ ہی تھے بعد نزول آیت الربوا کے بھی وہ سوداگری کرتے رہے مگر سود لینا دینا قطعاً بند کر چکے تھے علاوہ ازیں جس طرح شراب پینا یا دوسرے سے نیوگ کرانا ذاتی معاملات کے سبب جبراً نہیں کیا کرایا جا سکتا ایسا ہی خرید و فروخت وغیرہ بھی جبراً نہیں کرائی جا سکتی

٭ اس خط و کتابت میں ابتدا اُو چونکہ حتی الوسع اختصار پر کفایت کی گئی ہے اس لئے صرف یہ ایک ہی رسید ضبط تحریر میں لائی گئی تھی۔ منہ

٭ دیکھا ناظرین! یہ ہیں آج کل کے علماء کی چالیں پہلے تحریر فرماتے ہیں کہ غیر قوموں سے سود لینا شرعاً جائز ہے اور اُس کے لئے اصول اختراع کیا کرتے ہیں مگر معقول گرفت کی جاتی ہے تو اُس کو محدود کرتے ہیں مگر پھر بھی شرعی دلیل کوئی نہیں پیش کرتے۔ ہماری تو سمجھ میں بھی نہیں آتا کہ یہ اصول صرف خرید و فروخت تک کیوں اور کس دلیل سے محدود ہو سکتا ہے؟ اگر محدود نہیں ہوا تو اس ملک میں زنا کرنا شراب پینا وغیرہ ترک صوم صلواۃ سب کچھ جائز ٹھہرتا ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ اسکی جواز اور اسکے عدم جواز کا راز مولانا فاش کر دیتے۔ منہ

اگر فرماویں کہ ایک سوداگر کو دوسرے سوداگر سے بعض اشیاء کا لینا ضروری ہوتا ہے تو عرض ہے کہ یہ ضرورت صحابہ کو بھی لاحق ہوتی تھی جنہوں نے ربوا کو بھی چھوڑا اور سوداگری کو بھی جاری رکھا پھر آپ فرماتے ہیں کہ "قرآن پاک میں ربوا کا لفظ بے شک آیا ہے لیکن اس کی کچھ حقیقت بیان نہیں کی گئی احادیث میں کسی قدر تفصیل ہے لیکن اسقدر کہ حضرت عمرؓ اکثر فرماتے رہے کہ رسول اللہ صلعم نے انتقال فرمایا لیکن یہ نہ بتا گئے کہ سود کن کن حالتوں میں حرام ہے" اسپر عرض ہے کہ اگر قرآن نے ربوا کی کچھ حقیقت نہیں بیان فرمائی تھی اور نہ حدیث میں اس کی کافی تشریح تھی تو صحابہ کرام نے کس بنا پر ربوا کو چھوڑا تھا جس کا لازمی نتیجہ آج تک ہم لوگوں میں پشت بہ پشت یہ چلا آتا ہے کہ سود کو حرام مطلق خیال کرتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ جب تک ایک شخص ایک کو بُرا نہ سمجھے اور اُس کی بُرائیاں اُس کو نہ سمجھائی جاویں وہ اُس بدی کو نہیں چھوڑ سکتا۔ پھر کیا وجہ تھی کہ باوجودیکہ قرآن میں اس کی کچھ حقیقت بیان نہیں کی گئی اور احادیث میں کافی اس کی تشریح نہیں کی گئی اور حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی کا یہ ایمان تھا (بقول آپکے) کہ آں حضرت صلعم نے نہیں بتلایا کہ سود کن کن حالتوں میں حرام ہے صحابہ نے کیوں اس کام کو چھوڑ دیا؟ لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے قرآن میں جسقدر سود کی حقیقت و تشریح کی ضرورت تھی مذکور ہے آپ غور کرتے تو ضرور مل جاتی خیال فرماویں کہ ایک جگہ تو فرمایا کہ "یا ایھا الذین اٰمنو لا تاکلو الربوا اضعفا مضٰعفۃ واتقوا اللہ لعلکم تفلحون" دوسری جگہ فرمایا کہ "وما اٰتیتم من ربا لیربوا فی اموال الناس فلا یربوا عند اللہ وما اٰتیتم من زکوٰۃ تریدون وجہ اللہ فاولٰئک ھم المضعفون" تیسری جگہ فرمایا کہ "یا ایھا الذین اٰمنو اتقو اللہ و ذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مؤمنین فان لم تفعلو فاذنو بحرب من اللہ و رسولہ وان تبتم فلکم رؤس اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون"

اب خود ہی غور فرماویں کہ اس سے بڑھکر اور کس حقیقت کی ضرورت درکار ہے جو قرآن بیان فرماتا؟ اگر فرماویں کہ اس میں اس قدر حقیقت بیان نہیں کی جسقدر ضرورت تھی تو عرض ہے کہ فالم تفعلو فاذنو بحرب من اللہ و رسولہ کیوں فرمایا جس حالت میں کہ اُن کو اس کی حقیقت ہی معلوم نہیں؟ رہا حضرت عمرؓ کا قول سو اُس کے بارہ میں عرض ہے کہ اول تو قرآن کی آیات بینات کے سامنے کسی دوسرے کا قول قابل سند نہیں ہو سکتا۔ دوم حضرت عمرؓ وہ شخص ہے جو حسبنا کتاب اللہ کہنے کا مدعی تھا سویم اُس قول کا ماخذ یہ نہیں جو آپ نے فرمایا ہے اُس سے اگر کچھ نکلتا ہے تو یہی کہ سود کو چھوڑ دیں" غور کریں ابن ماجہ میں حضرت عمرؓ کے قول کے یہ الفاظ نقل کئے گئے ہیں کہ "وان اٰخر ما نزلت اٰیت الربا وان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبض ولم یفسر لنا فدعو الربا والریبہ یعنے آخری وحی جو نازل ہوئی وہ ربا کی آیت ہے پس ربا اور ریبہ چھوڑ دو"۔

اب کون ایسا دل و گردہ والا ہے کہ ان الفاظ سے یہ نتیجہ اخذ کر سکے جو جناب نے اخذ کیا ہے؟

⁂ حدیثوں کے متعلق سیرۃ النعمان حصہ دویم میں مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ حدیثوں کے سُنانے اور قلم بند کرنے کو صاف صاف منع فرماتے تھے پس جس حالت میں کہ قرآن میں اُس کی حقیقت نہیں۔ احادیث سُنانے کا حکم نہیں تھا کیونکر مسلمان سود کے حرام ہونے کے قائل ہو گئے اور کیونکر قرآن اولے کے مسلمانوں نے اس امر کو چھوڑا تھا جس کا اثر آج تک ہم لوگوں تک پہنچا ہے فتدبر ولا تکن من الغافلین۔ منہ (یہ نوٹ پہلے خط میں نہیں ہے)

علاوہ بریں اگر سود کی آیات سُنا کر آں حضرت صلعم کو اتنی فرصت نہیں ملی کہ اُس کی تفسیر کرتے تو اس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ شریعت حقہ کی تبلیغ جیسی آں حضرت صلعم کو کرنی تھی نہیں کی اور کہ شریعت آں حضرت صلعم کے ذریعہ کامل نہیں ہوئی بلکہ نامکمل ہونے کی حالت میں آں حضرت صلعم نے انتقال فرمایا حالانکہ الیوم اکملت لکم دینکم الخ کا جو کچھ ماخذ ہے اُس سے تکمیل شریعت ثابت ہوتی ہے پس کس طرح یہ دلیل قابل صحت ہو کر آں حضرتؐ صرف الربو اسُنا کر چل دئیے اور یہ نہ بتلا گئے کہ الربوا کہتے کس کو ہیں۔ مزید براں احادیث پر جب غور کیا جاتا ہے تو اُس میں جس کثرت سے ربا کی تشریح اور حقیقت بتلائی گئی اور ممانعت فرمائی گئی ہے کہ اُس کا اس جگہ نقل کرنا موجب طول طویل ہے اور کہ اگر اُس حدیث پر بھی غور کی جاوے کہ جس میں حجۃ الوداع کے خطبہ کے متعلق ذکر ہے تو اُس میں بھی پہلے سود ہی کا ذکر کر کے آیت قرآنی سے استدلال کر کے اُس کی ممانعت کو ثابت کیا گیا ہے چنانچہ اُس حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ "عن سلیمان ابن عمرو عن ابیہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حجۃ الوداع یقول الا ان کل ربا من ربا الجاھلیۃ موضوع لکم رؤس اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون الا وان کل دم الحارث بن عبد المطلب ..... قال اللھم ھل بلغت قالوا نعم ثلاث مرات قال اللھم اشھد ثلاث مرات یعنے سلیمان بن عمرؓ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ اُس نے کہا کہ میں نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلعم کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ دیکھو! ہر ایک ربا ربائے جاہلیت کا موقوف کیا جاتا ہے ہاں راس المال اپنے کا حق تمہیں ہے نہ تم دوسروں پر ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جاوے۔ دیکھو! ہر ایک خون جاہلیت کے خون سے موقوف کیا جاتا ہے اور پہلا خون جسکو میں موقوف کرتا ہوں حارث بن عبد المطلب کا خون ہے ..... اسکے بعد آپ نے پکار کر فرمایا کہ کیا تم نے لوگوں تک پیغام پہنچا دیا ہے سب نے کہا ہاں اور تین دفعہ آپ نے یونہی پکارا اور یہی جواب کل حاضرین نے آپ کو دیا۔ اسکے بعد آپ نے تین دفعہ فرمایا کہ اے اللہ گواہ رہ یعنے اس بات پر کہ میں نے ان لوگوں کو پیغام پہنچا دئیے ہیں اور یہ اسکا اقرار کرتے ہیں۔ حدیث کے یہ الفاظ ابو داؤد سے لئے گئے ہیں جہاں سے آپ چاہیں تو ملاحظہ فرما سکتے ہیں اب اس حدیث سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ ربوا کی حقیقت سمجھکر ہی صحابہ نے ربو کو چھوڑا تھا کیونکہ یہاں صحابہ کو یہ اقرار ہے کہ جو پیغام لیکر آپ آئے تھے آپ نے ہم کو پہنچا دئیے اور ہم نے اُن کو سمجھ لیا ہے اور سمجھکر ہی اُنپر عمل درآمد کیا ہے یعنے کل اوامر و نواہی سے ہم کو پوری واقفیت و آگاہی ہو چکی ہے پھر بتلائیے کہ کیونکر کوئی مسلمان باوجود ان دلایل کے جواز سود کا قائل ہو سکتا ہے؟ اگر باوجود ان براہین ساطع کے اب بھی آپ کے نزدیک غیر اقوام سے سود لینا شرعاً جائز ہے تو خاکسار اُن دلایل کے سننے کا اب تک محتاج ہے آپ براہ مہربانی اُن دلائل سے اس خاکسار کو آگاہ فرمادیں ہاں یہ بات الگ ہے کہ اگر اللہ تعالےٰ نے آپ کو روپیہ عطا کیا ہے اور آپ اسکو اس راہ سے ترقی دینا چاہتے ہیں تو دے سکتے ہیں کوئی آپ کو روک نہیں سکتا۔ لیکن اگر آپ شرعاً جائز ہونے کا ارشاد فرماوینگے تو اُس کا ضرور بضرور آپ کو ثبوت قرآن و حدیث سے دینا پڑے گا کیونکہ مسلمانوں کے یہ بات رگ و ریشہ میں پیوست ہو گئی ہے کہ سود کا لینا دینا ہر دو حرام مطلق ہیں جبکہ حدیث ذیل خاصی گواہی دیتی ہے کہ لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربوا وموکلہ وکاتبہ وشاھدہ پھر کس طرح سے مسلمان اسکے جواز شرعاً کے قائل نہ ہوں والسلام خاکسار محمد حسین از لاہور چھاؤنی

اس خط کا جواب آج تک مولوی صاحب نے بالکل نہیں دیا۔

(خاکسار محمد حسین از لاہور چھاؤنی ۱۰ ر اکتوبر ۱۹۰۷ء)

حضرت عیسیٰ کی وفات پر ایک اور شہادت

ابن جریر کی ایک روایت کہ حضرت عیسیٰ مر گئے

اسلامی دنیا کیا بلکہ یورپ امریکہ کی کتاب خوان دنیا بھی ابن جریر علیہ الرحمۃ کے نام سے واقف ہے۔ کیونکہ آپ کی کتابیں نہایت عزت کے ساتھ اُن ممالک میں چھاپی جاتی اور شایع کیجاتی ہیں۔ ابن جریر تیسری صدی کے ایک بڑے مفسر اور مشہور مورخ مجتہد مطلق گذرے ہیں اور صاحب علوم مذہب اسلامیہ میں آپ کا ایسا رتبہ تھا اور لوگ یہانتک آپ کے قایل ہوئے کہ ایک خاص فرقہ آپ کے نام پر جریریہ کہلاتا تھا۔ اہل حدیث کے نزدیک آپ سب سے بڑھکر قابل اعتبار مفسر قرار دیئے گئے ہیں ایک ضخیم تفسیر قرآن شریف اور ایک ضخیم کتاب تاریخ کی آپ کی تصانیف میں سے بہت کثرت سے چھاپی اور پڑھی جاتی ہے۔ آپ نے اپنی کتاب تاریخ طبری کے صفحہ ۳۹۱ جلد دوم میں حضرت عیسٰے علیہ السلام کے متعلق ایک روایت لکھی ہے جو ذیل میں درج کیجاتی ہے۔ اس جگہ ہم یہ بحث نہیں کرنا چاہتے کہ یہ روایت صحیح ہے یا اسپر کوئی جرح ہوسکتی ہے۔ یہ غلط ہو یا صحیح ہو۔ بہرحال اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تیسری صدی میں ایسی روایات کا ایک ایسے بزرگ عالم کی قلم سے نکلنا اور اس کثرت سے شایع ہونا اور اُسپر کسی مسلمان عالم کا اظہار مخالفت نہ کرنا اس امر کو پایہ ثبوت پر پہونچاتا ہے کہ اس وقت تک جب یہ کتاب شایع ہوئی مسلمانوں کے علمار سب کے سب نہیں تو اس کثرت کے ساتھ وفات مسیح کے قایل تھے۔ کہ اس کے برخلاف قلم اُٹھانا کسی نے ضروری نہ سمجھا۔ اور اُن کے نزدیک حضرت عیسٰے کے مرجانے کا قائل ہونا کوئی ایسا امر نہ تھا جس کیوجہ سے وہ باہمی اختلاف ڈالنے کی کوشش کرتے اور وہ اس زمانہ کے علمار کی طرح حضرت عیسٰے کے ایسے شیدائی نہ تھے۔ کہ اپنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو خود ہی کہتے پھریں کہ وہ فوت ہوگئے اور اگر حضرت عیسٰے کے متعلق کوئی کہے۔ کہ وہ مر گئے تو جھٹ اپنے کفر کے بقچہ کو کھولکر سارے کا سارا اسپر اُلٹ دیں اور ایسے نیلے پیلے ہو جاویں گر گویا عیسٰے ہی ان کا خدا ہے۔ اور اس کے مرنے سے وہ نابود ہو جاویں گے۔ اس امر کو یاد رکھنا چاہیے کہ یہ بزرگ مصنف تیسری صدی میں گذرے ہیں۔ اور تین ہی صدیاں قرون اولیٰ میں داخل ہیں اور ان کے بعد فیج اعوج ہے جو تفسیریں فیج اعوج میں لکھی گئیں اُس کی روائتیں اس کے مقابل پر کوئی قدر نہیں رکھ سکتیں۔ اب ہم اصل روایت بمعہ ترجمہ اس جگہ نقل کرتے ہیں۔

عن ابن سلیم الانصاری ثم زرقی قال کان علےٰ امرأۃ منا نذرٌ لتظھرن علی راس الجماء جبل بالعقیق من ناحیۃ المدینہ قال فظھرت معھا اذا استوینا علی راس الجبل اذا قبر عظیم۔ علیہ حجران عظیمان حجر عند راسہ وحجر عند رجلیہ فیھما کتاب بالمسند لا ادری ماھو فاحتملت الحجرین معی حتی اذا کنت ببعض الجبل منھبطا ثقلا علی فالقیت احدھما وھبطت بالاخر فعرضتہ علی اھل السریانیہ ھل یعرفون کتابہ فلم یعرفوہ وعرضتہ علےٰ مایکتب بالزبور من اھل الیمن ومن یکتب بالمسند۔ فلم یعرفوہ قال فلما لم اجد احدا من یعرفہ القیتہ تحت التابوت لنا فمکث سنین ثم دخل علینا ناس من اھل ماہ من الفرس یبتغون الخرز قلت لھم ھل لکم من کتاب فقالوا نعم فاخرجت الیھم الحجر فاذاھم یقرؤنہ فاذا ھو بکتابھم

هذا قبر رسول اللہ عیسےٰ ابن مریم عم ارسل الی ھٰذہ البلاد۔ فاذاھم کانوا اھلھا فی ذٰلک الزمان نات عندھم فد فنوہ علےٰ راس الجبل۔

ترجمہ۔ ابن سلیم انصاری کہتے ہیں کہ ہماری مستورات میں سے ایک عورت نے جبل جما پر جانے کی نذر مانی تھی اِس وجہ سے مجھے بھی اس کے ساتھ اُسپر جانیکا اتفاق ہوا۔ جب ہم پہاڑ کی چوٹی پر پہونچے۔ تو وہاں ایک بڑی عظیم الشان قبر دیکھی۔ جس کے دونوں طرف یعنے سر اور پاؤں کی جانب دو بڑے بڑے پتھر پڑے تھے۔ جن پر کچھ لکھا تھا۔ چونکہ میں اس کتبہ کو پڑھ نہ سکا۔ ان دونوں پتھروں کو مینے ساتھ اٹھالیا اور اس وجہ سے کہ وہ پتھر بھاری تھے میں نے ایک کتبہ کو اترتے ہوئے پہاڑ پر ہی پھینک دیا۔ دوسرا کتبہ جو میں ساتھ لایا تھا مینے اپنے ہاں کے سریانی عالموں اور اسیطرح بعد ازاں اہل یمن کے زبور نویسوں کی خدمت میں پیش کیا اور اس وجہ سے کہ ان میں سے اس کو کوئی نہ پڑھ سکا وہ کتبہ ہمارے گھر میں کئی سال پڑا رہا اور مدت کے بعد ہمارے یہاں ملک فارس کے چند اہل ماہ آئے باتوں ہی باتوں میں اس کتبہ کا ذکر ذکر آگیا تو میں نے ان کو یہ کتبہ نکال کر دیا۔ انہوں نے بتایا کہ یہ ہمارے عیسٰے بن مریم رسول اللہ عم کی قبر کا کتبہ ہے۔ جو ہمارے بلاد میں رسول کرکے بھیجے گئے تھے۔ ان کے مرنے کے بعد انکو اس پہاڑ پر دفن کیا گیا ہے۔ کتبہ پر یہ عبارت لکھی تھی

یہ حضرت عیسٰے کی قبر ہے۔ جو ان بلاد میں رسول بھیجے گئے تھے۔ (بدر)

نظم

ا — ابتدا سازم بنام پاک رب العلمین — مبتلا مانند زبان در وصف ختم المرسلین
ح — حبذا طالع بدنیا یافتم دار الامان — ہاتف غیبی دہد مژدہ جنان القادیان
م — مہدی دین محمد جلوہ فرما بر زمین — نو بتے آمد کہ از حالات عتق المسلمین
د — دولت دارین برما شند عیاں از مستتر — مدتے دیرے پسے از پیش گوئی معتبر
ک — کاشف الاسرار ماکان المعماو المبین — والی مرزا غلام احمد مسیح الصدق دین
ب — بلغ اللہم رحمت خاص برآں پاکذات — آنکہ بکشتاید مسلماناں را باب نجات
ی — یاور یاران دینی صاحب والاہمم — منتخب نفسے بہ تخصیص الجمال والشیم
ر — رونق راہ ہدایت بیکساں را دستگیر — خوئے آں کنز الکرامت محرم روشن ضمیر
ن — نائب دین محمد قاضی حاضر جواب — نطقہٗ بحر الذلاقت قبلہٗ ام الکتاب
و — وارث شرف پیمبر بر خلائق برترین — گفت موسیٰ کاش من باشم بہ امت ہمچنیں
ر — رحمتے رحمٰن بر انسان نازل مہرجہاں — مرہم مجروح دل صاحبدلان عاشقاں
م — مرحبا اے شوکت انسان و آدم را جگر — باخلف ہمچوں مشرف چوں نبا شد بوالبشر
ح — حجت عیسیٰ بدست و مثل روح اللہ را — تا فروبر وند باب عالم بجود افواہ را
م — مقبض ہر مدعی ہر مقتدی را پیشوا — لاابالی از ہمہ موجود الا ما سوا
د — داور دیوان حق فعل شرارت را الیم — ماحی راہ ضلالت در صراط مستقیم
ا — افسر فوج شریعت اختر برج نیر — دعوت اسلام تا مشرق بمغرب مشتہر
ح — حاوی کامل کہ بر ادیان ہر اقوام را — صدق را صادق بود ناسخ ہمہ اوہام را
م — مظہر نوری بشکل اشرف ایں ناسوت را — بلبلے ترنم کناں از روضہ لاہوت را
د — دارو ئے بنواز اے ہر زخم باطن طبیب — گر بطغیانش تا شفائے سرمدی باشد نصیب
ی — یاالٰہی دہ مرا توفیق قبل انہدام — پاک کن چشمم بہ دیدار مشرف السلام

مخلوط وصف پاک بمولا تو چوں شدی
احمد کبیر نور محمد ہ احمدی

(بیعتے الراقم خاکسار اے۔ کے۔ نور محمد احمدی ہمقام نمبر ۳۴ منٹگمری اسٹریٹ رنگون)

غزل از اکبر نجیب آبادی

مندرجہ ذیل غزل اکبر صاحب نے اسوقت ارسال کی تھی جبکہ آپ نجیب آباد تھے آج کاغذوں میں سے ملگئی ہے۔ جو درج ذیل ہے۔ ایڈیٹر

باغ جہاں سے رتبہ میں کم قادیاں نہیں — بدبخت وہ جو شایق دارالاماں نہیں
ہیں حال دل کہوں تو کہوں کس سے آجکل — ہمدرد کوئی شہر میں اسرار داں نہیں
لکھنے گئے ہیں ڈاکٹر عبد المجید خاں — عبد العلیم خاں بھی تو اکبر یہاں نہیں
کیا لطف شعر گوئی ہو حاصل مجھے یہاں — موجود جبکہ مضطر جادو بیاں نہیں
اے بزدلو جو ہوسکے تم سے وہ کر دکھاؤ — مجھکو تمہارے ہاتھ سے خوف زیاں نہیں
غُرّاتے ہیں مگر نہیں کرسکتے کچھ بھی یہ — ان بزدلوں میں شرم کا نام و نشاں نہیں
جلسے کا اوسپہ اڑکی پہونچنا محال ہے — یہ آسماں ہے گھر کا ترے سائباں نہیں
ہم ایک کے عوض میں سنائیں صدو کو سو — اوسکی ہی کیا زباں ہے ہماری زباں نہیں
ترکی بترکی چاہیں تو دے سکتے ہیں جواب — لیکن ہمیں تو حکم امام زماں نہیں
شہزاد ثنا سے یہ صلح کے اکبر سبق ملا — ایام آشتی میں یہ وقت سناں نہیں

ضروری اطلاع

خریداران الحکم کو حسب معمول سابق ۱۰ دسمبر ۱۹۰۷ء کا پرچہ بقایا اور ۱۹۰۸ء کی سالانہ قیمت وصول کرنے کے لئے وی پی کیا جائیگا۔ جو خریدار کسی وجہ سے ۱۰ دسمبر کا الحکم وی پی وصول نہ کرسکتے ہوں **اُن کو ضروری** ہے۔ کہ وہ ۸ دسمبر تک اطلاع دیں۔ کہ اُن کے نام کس تاریخ کا الحکم وی پی کیا جائے۔ تاکہ مطبع واپسی وی پی کی زیرباری سے محفوظ رہے۔ یاد رہے کہ اس کے سوا الگ اطلاع اور نہیں کیجاویگی۔ ایڈیٹر

ضروری یاددہانی

سالانہ جلسہ قریب آرہا ہے اس لئے تمام احمدی انجمنوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنے ہاں سے آنیوالے احباب کی تعداد سے فوراً اطلاع دیدیں تاکہ ضروری انتظام کے لئے غور کرنیکا موقع ان لوگوں کو مل سکے جو اس تقریب پر خدمت احباب پر مامور ہوتے ہیں۔ عین وقت پر مہمانوں کے اُتارنے اور اُن کے لئے جگہ کی تجویز میں دقتیں پیدا ہوجاتی ہیں۔ اس لئے جہاں جہاں احمدی انجمنیں قائم ہیں وہ اپنے ضلع کی انجمن کے سکرٹری صاحب کو اس قدر تعداد سے اطلاع دیں۔ جس قدر احباب قادیان آنیوالے ہوں۔ انجمن کے ضلع کے سکرٹری صاحبان راقم الحروف کو اطلاع دیدینگے۔ اور اس طرح پر انتظامی امور میں سہولت ہوگی۔ ایسی تمام اطلاعیں ۱۵ دسمبر ۱۹۰۷ء تک مجھے پہنچ جانی ضروری ہیں۔

ایسا ہی تمام احمدی بھائی یاد رکھیں کہ جو احباب قادیان آئیں وہ اپنا بستر اور لحاف ساتھ لائیں لحافوں اور بستروں کا کوئی انتظام نہیں ہوسکتا۔ اس میں ہرگز فروگذاشت نہ کیجاوے پہلے بھی لکھا گیا ہے اور اب پھر یاد دلایا جاتا ہے کہ مہمان خانہ میں غریب اور نادار مہاجرین اور بعض مسکین اور یتیم طلبا اور بعض دوسرے نادار طلبا کے لئے لحافوں اور گرم کپڑوں کی حاجت ہے جو احباب اس کار خیر میں حصہ لیں وہ عند اللہ ماجور ہوں گے۔

یعقوب علی سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان